نمبر ۱۲ | مورخہ ۲۸ جولائی ۱۹۳۱ء یوم شنبہ | مطابق ۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۰ھ | جلد ۱۹

مدینۃ المسیح

بذریعہ تار اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز معہ رفقاء سفر ۲۴ جولائی بخیر و عافیت شملہ پہونچ گئے ۔

اللہ تعالےٰ کے فضل و رحم سے علاقہ بیٹ میں تبلیغ احمدیت کے نہایت خوشکن نتائج پیدا ہو رہے ہیں۔ چنانچہ تازہ ترین خبر ہے۔ کہ ۱۳۔ اشخاص داخل احمدیت ہوئے ۔

۲۵۔ جولائی چار بجے کی ٹرین سے مولوی محمد یار صاحب مولوی فاضل لنڈن میں تبلیغ اسلام کے لئے روانہ ہوئے سٹیشن پر ایک بہت بڑا ہجوم الوداع کے لئے جمع تھا۔ مولوی صاحب موصوف نے ہر ایک سے مصافحہ کیا۔ اور دعا کے بعد گاڑی اللہ اکبر کے نعروں میں روانہ ہوئی احباب دعا کریں۔ کہ خدا تعالےٰ مولوی صاحب موصوف کو کامیابی دے ۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

خداداری چہ غم داری

اور اس بات کو کبھی مت بھولو۔ کہ دنیا روزے چند آخر کار با خداوند۔ اتنا ہی کام نہیں۔ کہ کھا پی لیا۔ اور بہائم کی طرح زندگی بسر کر لی۔ انسان بہت بڑی ذمہ داریاں لے کر آتا ہے۔ اس لئے آخرت کی فکر کرنی چاہیئے۔ اور اس کی طیاری ضروری ہے۔ اس طیاری میں جو تکالیف آتی ہیں۔ وہ رنج اور تکلیف کے رنگ میں نہ سمجھو۔ بلکہ اللہ تعالےٰ ان پر بھیجتا ہے جن کو دونوں بہشتوں کا مزہ چکھانا چاہتا ہے۔ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتٰنِ۔ مصائب آتے ہیں تاکہ ان عارضی امور کو جو تکلیف کے رنگ میں ہوتے ہیں نکال دے۔ مولوی رومی نے کیا اچھا کہا ہے:-

؎ عشق اول سرکش و خونی بود ؎ تا گریزد ہر کہ بیرونی بود

سید عبد القادر جیلانی بھی ایک مقام پر لکھتے ہیں۔ کہ جب مومن مومن بننا چاہتا ہے۔ تو ضرور ہے۔ کہ اس پر دکھ اور ابتلاء آئیں۔ اور وہ یہاں تک آتے ہیں۔ کہ وہ اپنے آپ کو قریب موت سمجھتا ہے۔ اور پھر جب اس حالت تک پہونچ جاتا ہے۔ تو رحمت الٰہیہ کا جوش ہوتا ہے۔ تو قُلْنَا یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا کا حکم ہوتا ہے۔ اصل اور آخری بات یہی ہے مگر نہ شنیدم کہ خداداری چہ غم داری ؟ (الحکم ۲۴۔ دسمبر ۱۹۰۲ء)

اخبار احمدیہ

شکریہ

اس سال محض خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے عزیز عبد المنان سلمہٗ نے مولوی فاضل کے امتحان میں کامیابی حاصل کی ہے۔ اس پر بہت سے احباب نے مبارک باد کے خطوط لکھے ہیں جن کا فرداً فرداً جواب دینے سے قاصر ہوں۔ اس لئے اخبار الفضل کے ذریعہ دلی شکریہ ادا کرتی ہوں۔ اور دُعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالےٰ ہماری خوشی میں شریک ہونے والوں کو بھی ہر قسم کی دینی اور دنیوی خوشیوں کا دیکھنا نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین

راقمہ اہلخانہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جماعت ہائے احمدیہ سندھ سے درخواست

محترم میر مرید احمد صاحب امیر تبلیغ سندھ کی طرف سے تمام جماعتہائے احمدیہ سندھ کے پریزیڈنٹ صاحبان کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ بتاریخ ۲۹-۳۰۔ اگست ۱۹۳۱ء حیدر آباد سندھ میں ایک اجلاس منعقد ہوگا۔ جس میں سندھ میں مرکزی انجمن بنانے کی تجویز پر غور کیا جائے گا۔ اس لئے ہر ایک جماعت سے درخواست ہے۔ کہ وہ بہت جلد اپنے اپنے نمائندے ایک یا دو منتخب کر کے مندرجہ ذیل پتہ پر مزید اطلاع کے لئے خط و کتابت کرے۔ واضح رہے کہ ہر جماعت کو اپنے نمائندہ کے سفر وغیرہ کے اخراجات خود برداشت کرنے ہونگے۔ راقم اللہ داد احمدی فریر ہال پوسٹ آفس کراچی

ایک احمدی نوجوان کی شاندار کامیابی

ملک عبد اللہ صاحب خالد۔ خلف جناب ملک مولا بخش صاحب گوندانی (گجرات) امسال امتحان ایم۔ اے انگریزی میں یونیورسٹی میں اول رہے خداوند کریم ان کی اس کامیابی کو اور کئی کامیابیوں کا ذریعہ بنائے

خاکسار عبد الوہاب عمر

درخواست ہائے دعا

(۱) عاجز گردہ کے مرض میں مبتلا ہے دعائے صحت کی جائے۔ اگر کوئی دوست گردہ کی پتھری اور ریت آنے کا علاج کر سکتے ہوں۔ تو اطلاع دیں۔ ان کی خدمت کروں گا۔ خاکسار محمد شفیع وٹرنری اسسٹنٹ جڑانوالہ

۲۔ احباب دُعا فرمائیں۔ خدا تعالےٰ بندہ کی سب مشکلات حل فرمائے۔ اور نیک ارادوں میں کامیابی حاصل ہو عاجز محمد ابراہیم از ننکانہ

۳۔ میں دس بارہ سال سے مشکلات میں گھرا ہوا ہوں۔ دوست دُعا کریں۔ اللہ کریم رحم فرمائے۔ خاکسار رحمت اللہ۔ باگھیوالا

۴۔ خاکسار بہت عرصہ سے مختلف عوارض میں مبتلا ہے۔ احباب صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار محمد شاہ از پشاور

۵۔ میرے بھائی سید صمصام الدین صاحب ان دنوں پریشانیوں میں مبتلا ہیں۔ ان کی اہلیہ بھی بیمار رہتی ہیں۔ دونوں کے لئے دعا کی جائے۔ عاجز سید احتشام الدین مونگھیرہ۔

۶۔ مبارک احمد صاحب احمدی کمپونڈر نوشہرہ کلاں تانگے کے نیچے آگئے ہیں۔ ان کی صحت کے لئے دعا کی جائے۔ خاکسار اللہ دتا احمدی نوشہرہ

۷۔ عرصہ چار سال سے ہمارا ایک دیوانی مقدمہ چل رہا ہے۔ سخت پریشانیوں کا سامنا ہے۔ اس کی اپیل ہم نے ہائیکورٹ میں کی ہوئی ہے۔ کامیابی کے لئے دعا کی جائے۔ خاکسار سید محمد عبد الرحیم از لدھیانہ

۸۔ میرا بھائی مسمی عبد الرحیم بعارضہ کھانسی و بخار عرصہ تین ماہ سے بیمار ہے۔ احباب دعائے صحت کریں۔ خاکسار عبد الحکیم از موگا۔

۹۔ خاکسار عرصہ سے کسی نہ کسی بیماری میں مبتلا چلا آتا ہے۔ تمام احباب سے رُوحانی و جسمانی طاقت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ شیخ محمد بشیر انبالہ شہر

۱۰۔ مجھے بسبب ناموافقت آب و ہوا ہر وقت پیٹ میں گولہ سا پھرتا رہتا ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ اللہ اس سے نجات بخشے۔ اور میرے روزگار کی صُورت اپنے وطن میں پیدا کر دے۔ اگر کسی صاحب کو کوئی دوا معلوم ہو۔ تو بذریعہ اخبار الفضل مطلع فرمائیں۔ خاکسار عطا محمد از بصرہ

۱۱۔ میں ان دنوں ایک سخت پریشانی میں مبتلا رہوں۔ درخواست ہے کہ احباب درد دل سے میرے لئے دعا کریں۔ خاکسار سید سعید احمد احمدی بی۔ اے۔ از راولپنڈی

حضرت خلیفۃ المسیح کا پتہ

شملہ میں تا اطلاع ثانی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا پتہ یہ ہے

"معرفت پوسٹماسٹر صاحب شملہ"

اعلان نکاح

۱۔ مورخہ ۲۱۔ جون ۱۹۳۱ء میرے مکان واقع ماڈل ٹاؤن پر حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے ڈاکٹر سعید اللہ صاحب۔ ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی کا نکاح جرمن خاتون فرولاٹن والبرگا سٹیبر سے پڑھا۔ خاکسار محمد اسلم امیر جماعت احمدیہ لاہور

۲۔ مسماۃ سیدہ امۃ السلام بنت سید علی بخش صاحب ساکن قادیان کا نکاح قریشی عبد الرحیم خاں صاحب ولد محمد جلال خان صاحب ساکن حصاری ضلع ہزارہ کے ساتھ بعوض ۲۰۰۰۔ مہر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ۲۷۔ فروری ۱۹۳۱ء کو پڑھا۔ ناظر امور عامہ

۳۔ خاکسار کا نکاح بعوض مہر مبلغ دو ہزار روپیہ حمیدہ خاتون بنت بابو ابراہیم عظیم خان صاحب احمدی کے ساتھ ماسٹر نذیر احمد صاحب ساکن مسکرانے پڑھا۔ احباب دعا فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ اس نکاح کو فریقین کے لئے مبارک کرے۔ خاکسار محمد رفیع احمدی۔ رفیع میڈیکل ہال فیروز آباد

۴۔ میری لڑکی مسماۃ حمیدہ خانم کا نکاح ہمراہ شیخ سعید احمد صاحب کلانوری خلف شیخ احمد حسن صاحب بالعوض ایک ہزار روپے مہر مولوی رحمت اللہ صاحب نے پڑھا۔ خاکسار عبد اللہ خاں وکیل دھولپور ریاست پٹیالہ

ولادت

۱۔ میرے ہاں چوتھا فرزند تولد ہوا ہے۔ حضرت اقدس نے نعیم احمد نام رکھا۔ احباب دعا فرمائیں۔ مولا کریم مولود کو خادم دین بنائے۔ اور عمر دراز ہو۔ خاکسار محمد الدین تہال

۲۔ برادر مکرم ڈاکٹر سراج الحق خاں صاحب مقیم نیاسالینڈ افریقہ کے ہاں ۲۰۔ جون ۱۹۳۱ء کو لڑکا تولد ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے شمس الحق نام تجویز فرمایا۔ احباب دُعا فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ مولود کو عمر دراز اور سعادت دارین عطا کرے۔ خاکسار رحمت اللہ شاکر

۳۔ میرے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے۔ احباب دعا کریں۔ اللہ تعالےٰ خادم دین بنائے اور عمر دراز ہو۔ خاکسار محمد علی بٹالوی۔ قادیان

۴۔ اللہ تعالےٰ نے کمترین کو پانچواں فرزند عطا فرمایا ہے۔ احباب مولود کے مسعود اور خادم دین ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔ حقیر احمد گل شاہ

۵۔ خاکسار کے ہاں ۳۔ جولائی ۱۹۳۱ء کو فرزند تولد ہوا ہے احباب درازی عمر اور سعادت دارین کی دعا فرمائیں۔ خاکسار احمد شفیع منٹو

۶۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی دعاؤں کے طفیل خداوند تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے خاکسار کو لڑکا عطا فرمایا ہے جس کا نام حضرت اقدس نے منصور محمد رکھا۔ احباب دعا فرمائیں خدا تعالےٰ مولود کو صاحب اقبال و عمر اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کا خادم بنائے۔ خاکسار شیخ محمد شمس کراچی۔

مباہلہ میں شمولیت کی درخواستیں بھیجنے والوں کو اطلاع

تمام اُن احباب کے لئے جنہوں نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں مباہلہ میں شمولیت کی غرض سے درخواستیں بھجوائی ہیں۔ اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ اُن سب کے اسماء گرامی درج فہرست مباہلہ کر لئے گئے ہیں۔ تسلی رکھیں۔

انچارج دفتر ڈاک۔ قادیان

دعائے مغفرت

۱۔ میرا نوجوان لڑکا ۱۴۔ جون ۱۹۳۱ء کو انتقال کر گیا۔ احباب دعائے مغفرت کریں خاکسار شیخ انعام اللہ سکرٹری انجمن احمدیہ کندرا یارا۔ کٹک

۲۔ خلیفہ عبد الحکیم صاحب کاتب اخبار بدر کی اہلیہ ۳۰۔ جون ۱۹۳۱ء کو فوت ہو گئیں۔ مرحومہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں بیعت کی تھی۔ دعائے مغفرت کی جائے۔ خاکسار عبد العظیم احمدی از کلاسوالہ

۳۔ میری بھاوجہ صاحبہ ۲۲۔ جون ۱۹۳۱ء کو فوت ہو گئیں۔ احباب دعائے مغفرت فرمائیں۔ خاکسار محمد رحمت اللہ خان چک

۴۔ خاکسار کے بڑے بھائی عبد الرحیم ساکن لدھیکے نیویر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ جولائی سنہ ۱۹۳۱ء | جلد ۱۹

بے حد مالی مشکلات کے ایام میں جماعت احمدیہ کا فرض

اس وقت جبکہ عالمگیر اقتصادی اور مالی مشکلات میں دُنیا کا ہر ایک طبقہ مبتلا ہے۔ بڑی بڑی وسیع اور مالدار حکومتیں عاجز ہو رہی ہیں۔ جماعت احمدیہ کی مالی مشکلات کا اندازہ بآسانی لگایا جاسکتا ہے۔ جو ایک طرف تو نہایت قلیل التعداد اور غربا کی جماعت ہے اور دوسری طرف اپنے ذاتی اخراجات کے علاوہ خدا تعالےٰ کے دین کی اشاعت اور اس کی مخلوق کی خدمت اور بھلائی کے لئے بھی اپنی بساط سے بہت بڑھ چڑھ کر مالی قربانی کرنا اپنا فرض سمجھتی ہے

زمینداروں کی مشکلات

اجناس کی غیر معمولی ارزانی کی وجہ سے مالی مشکلات کا سب سے بڑا شکار زمیندار طبقہ ہو رہا ہے۔ اور چونکہ جماعت احمدیہ کا بہت بڑا حصہ زمیندارہ کرتا ہے۔ اور سلسلہ کی آمدنی کا بڑا ذریعہ ہے۔ اس لئے زمینداروں کی مشکلات کا سلسلہ کے کاروبار پر بہت بڑا اثر پڑ رہا ہے۔ احبابِ کرام نے "الفضل" کے ایک گزشتہ پرچہ میں نظارت بیت المال کی شائع کردہ وہ فہرست ملاحظہ کی ہوگی جس میں ان جماعتوں کے نام دیئے گئے ہیں۔ جنہوں نے مئی یا جون سے اس وقت تک کوئی چندہ ارسال نہیں کیا۔ اس فہرست میں زیادہ تعداد پنجاب کی جماعتوں کی ہے۔ اور یہ ساری کی ساری زمیندار جماعتیں ہیں۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے بے شک ان کے لئے مشکلات ہیں۔ اور دوسرے طبقوں سے بڑھ کر مشکلات ہیں۔ لیکن اس میں بھی کیا شک ہے۔ کہ وہ ان مشکلات کے باوجود اپنے گھروں اور اپنے بال بچوں کے اخراجات برداشت کر رہے ہیں۔ اپنی ضروریات پوری کر رہے ہیں۔ اور جس طرح بھی ہو سکتا ہے۔ گزارہ چلا رہے ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ سلسلہ کے اخراجات کے متعلق اپنا حصہ ادا کرنے میں کوتاہی کر رہے ہیں انہیں معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ جس طرح جیتے جی اپنے گھروں اور اپنے بال بچوں کی ضروریات پورا کرنا ان کا فرض ہے۔ اسی طرح دین کی خدمت اور اشاعت کے لئے مالی امداد دینا بھی ان کے لئے ضروری ہے۔ اور کسی حالت میں بھی خواہ وہ عسر کی حالت ہو یا یُسر کی۔ وہ بری الذمہ نہیں ہو سکتے۔ اس فرض کی ادائگی ان کے ذمہ ہے۔ اور مالی مشکلات خواہ وہ کس حد تک بڑھ جائیں۔ اس فرض کے ادا کرنے میں قطعاً روکاوٹ نہیں ہونی چاہئیں۔ بلکہ ان مشکلات سے نکلنے کا ایک طریق یہ بھی ہے کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے خرچ کرنے کا جو فرض عائد ہوتا ہے۔ اسے ادا کیا جائے ؀

مومنوں کے متعلق خدا تعالیٰ کا ارشاد

قرآن مجید میں ایک موقعہ پر خدا تعالےٰ مومنوں کے متعلق ارشاد فرماتا ہے لینفق ذو سعۃ من سعتہ ومن قدر علیہ رزقہ فلینفق مما اٰتٰہ اللہ۔ لا یکلف اللہ نفسًا الا ما اٰتٰھا۔ سیجعل اللہ بعد عسر یسرًا۔ یعنی جسے خدا تعالےٰ نے مال و دولت میں وسعت دی ہے۔ وہ اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرے۔ اور جس پر اس کا رزق تنگ کیا گیا ہے۔ یعنی جسے مشکلات پیش ہوں۔ وہ اسی میں سے خرچ کرے۔ جو کہ اس حالت میں خدا تعالےٰ نے اسے دیا۔ اللہ تعالےٰ کسی کے سپرد کوئی ایسا کام نہیں کرتا جو اس کی طاقت برداشت سے بڑھ کر ہو۔ ممکن ہے مشکلات کی حالت میں خرچ کرنا کسی کو ناقابل برداشت نظر آئے۔ اس لئے فرمایا۔ تنگی کی حالت ہمیشہ نہیں رہیگی اگر تم اس حالت میں بھی خدا کے حکم کے مطابق خرچ کروگے۔ تو اللہ اس تنگی کے بعد تمہارے لئے آسانی پیدا کر دے گا۔ تمہاری مشکلات دور ہو جائیں گی۔ اور تمہاری تنگی کا وقت گزر جائے گا ؀

مومن کا سب سے بڑا فرض

یہ ارشاد اگرچہ مطلقہ عورتوں پر ان کی عدت کے ایام میں خرچ کرنے کے سلسلہ میں فرمایا گیا ہے۔ لیکن اس سے ہر اُس خرچ کے متعلق استدلال کیا جاسکتا ہے۔ جو خدا تعالےٰ کی طرف سے انسان کے لئے فرض قرار دیا گیا ہے۔ اور اس میں کیا شک ہے۔ کہ دین کی خدمت اور اسلام کی اشاعت کے لئے خرچ کرنا ہر مومن کے لئے سب سے بڑا فرض ہے۔ پس اس وقت جبکہ مالی تنگی کا دَور دَورہ ہے۔ ہر احمدی کو خدا تعالےٰ کے اس ارشاد کو پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ اور اس پر پوری کوشش اور سعی سے عمل کرنا چاہیئے ؀

صاحب وسعت اصحاب کا فرض

جنہیں خدا تعالےٰ نے اپنے فضل سے وسعت دی ہے۔ انہیں لینفق ذو سعۃ من سعتہ کے مطابق معمولی حالات کے مقابلہ میں اس وقت خدمتِ دین کے لئے زیادہ مالی قربانی کرنی چاہیئے۔ ایک تو اس لئے کہ ایسی حالت میں جبکہ مالی مشکلات نے دُنیا کو حیران اور پریشان کر رکھا ہے۔ ان پر خدا کا فضل ہے۔ اور اس کا تقاضا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کا شکر ادا کرنے کے لئے پہلے سے زیادہ مالی قربانی کی جائے۔ دوسرے اس لئے کہ ان کے بہت سے دوسرے بھائی مالی مشکلات پیش آجانے کی وجہ سے پہلے کی طرح خدمت دین کے لئے اپنے اموال پیش نہیں کر سکتے۔ اور اس طرح جو کمی واقعہ ہو رہی ہے۔ اسے پورا کریں ؀

موجودہ حالات میں یہ بات ملازمت پیشہ اصحاب کو خصوصیت سے مدنظر رکھنی چاہیئے۔ کیونکہ اجناس کے نرخ ارزاں ہونے کی وجہ سے ان کے اخراجات میں ایک حد تک کمی واقعہ ہوگئی ہے۔ اس کمی کا لحاظ رکھ کر اگر وہ اپنے ان مقررہ چندوں میں اضافہ کر دیں۔ جو گرانی کے ایام سے ادا کرتے چلے آ رہے ہیں تو اس طرح سلسلہ کی مالی مشکلات کو دُور کرنے میں حصہ لیکر خدا تعالےٰ کی طرف سے بہت بڑے اجر کے مستحق ہونگے ؀

مشکلات میں بھی اسلام کے لئے خرچ کرو

پھر جو لوگ مالی مشکلات میں مبتلا ہیں۔ انہیں خدا تعالےٰ کے اس ارشاد پر عمل کرنا چاہیئے۔ کہ من قدر علیہ رزقہ فلینفق مما اٰتٰہ اللہ۔ یعنی جو کچھ اس حالت میں خدا تعالےٰ نے انہیں دیا ہے۔ اسی میں سے خدا کے دین کے لئے خرچ کریں۔ اور اپنے عمل سے ثابت کر دیں۔ کہ عسر کی حالت میں بھی وہ خدمتِ دین میں حصہ لینے کی سعادت سے محروم نہیں رہنا چاہتے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ سیجعل اللہ بعد عسر یسرًا۔ ضرور ضرور خدا تعالےٰ ان کی اس تنگی کی حالت کو فراخی سے بدل دے گا۔ اور ان کی مالی مشکلات دور ہو جائینگی یہ اُس قادر مطلق ہستی کا ارشاد ہے جس کے قبضۂ قدرت میں ہر ایک چیز ہے۔ اور جب اس کی طرف سے یہ وعدہ ہو۔ کہ تنگی کی حالت میں اس کے مقرر کردہ فرض کی ادائگی میں خرچ کرنے والوں کی تنگی ضرور وسعت سے بدل دی جائے گی۔ تو پھر اس کے پورے ہونے میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں ہو سکتا۔ یہ تنگی اور مشکلات کے ایام انشاء اللہ گزر جائیں گے۔ اور خدا تعالےٰ اپنے بندوں کو ضرور وسعت اور فراخی عطا کرے گا۔ لیکن اس وقت جو خدا کی راہ میں خرچ نہیں کریگا۔ اسے یہ موقعہ ہاتھ نہ آئے گا۔ اور وہ بہت بڑے اجر اور ثواب سے محروم رہیگا

پس ہماری جماعت کے وہ لوگ جنہیں خدا تعالےٰ نے اپنے فضل سے ان مشکلات کے ایام میں بھی وسعت عطا کی ہے۔ انہیں سلسلہ کی مالی تنگی کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنی وسعت کے مطابق مالی امداد دینی چاہیئے۔ اور جو اپنے آپ کو تنگی میں پاتے ہیں۔ انہیں بھی انفاق فی سبیل اللہ

میں حصہ لینے سے دریغ نہ کرنا چاہیئے۔ بلکہ اپنی حالت کے مطابق فرض اپنا حصہ ادا کرنا چاہیئے۔ تاکہ اس وقت جو مالی مشکلات سلسلہ کو درپیش ہیں۔ اور جن کی وجہ سے اس مقدس اور مبارک کام کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے۔ جو دنیا کی ہدایت اور بھلائی کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ کے حکم سے جاری کیا۔ وہ پوری شان کے ساتھ جاری رہے۔

ہندو خبر رساں ایجنسی اور ہندو

چونکہ سرینگر میں مسلمانوں پر مظالم کے متعلق خبر رساں ایجنسی ایسوسی ایٹڈ پریس نے بالکل یک طرفہ خبریں بھیجیں۔ اور جہاں تک اس سے ہو سکا۔ اس نے مسلمانوں کو قصوروار قرار دینے کی کوشش کی۔ اس لئے مسلمانوں میں اس کے متعلق قدرتی طور پر رنج اور غصہ کے جذبات پیدا ہوئے۔ اور کئی مقامات کے جلسوں میں ان کا اظہار کیا گیا۔ اس بات کو دیکھ کر ہندو اخبارات نے اس ہندو نواز ایجنسی کے مسلمانوں کے متعلق خطرناک رویہ کو حق بجانب ثابت کرنے کے لئے اس بنا پر ناراض ہونا شروع کر دیا ہے۔ کہ اس نے ان تمام غلط اور بے سروپا الزامات کی کیوں تائید نہیں کی۔ جو بے گناہ مسلمانوں پر لگائے جا رہے ہیں۔ چنانچہ "ملاپ" ۲۲ جولائی لکھتا ہے:-

"مسلمانوں نے جیل پر حملہ کیا۔ ہندوؤں کی دوکانوں اور مکانوں کو آگ لگا دی۔ اور مال و اسباب لوٹ لیا۔ اور بے گناہ ہندوؤں اور معصوم بچوں کو دریا کی نذر کر دیا۔ ایسوسی ایٹڈ پریس نے اپنے تار میں ان باتوں کا ذکر نہیں کیا۔ بلکہ یہ لکھ دیا کہ ۹ مسلمان مارے گئے ہیں۔ کسی ہندو کے مارے جانے یا زخمی ہونے کا ذکر تک نہیں"

گویا ۹ مسلمانوں کے مارے جانے کا ذکر کرنا بھی ایسوسی ایٹڈ پریس کا بہت بڑا جرم ہے۔ بجائیکہ اس سے بہت زیادہ تعداد میں مسلمان مارے گئے ہیں۔ یہ در اصل یہ دکھانے کے لئے ہے۔ کہ ہندو کبھی اس خبر رساں ایجنسی پر راضی نہیں۔ لیکن در اصل یہ اظہار ناراضگی اسلئے ہے کہ آئندہ سر سے دروغ خبریں شائع کرنے کی تحریک کریں۔

ہندو دوکاندار اور مسلمان خریدار

ہندو قوم کی پیہم اور مسلسل کوششوں کے باوجود برطانیہ ہندوستان میں ہندو راج قائم کرنے پر رضامند نہیں۔ اس جرم کی پاداش میں کانگرس نے برطانوی مال کے بائیکاٹ کی تجویز پاس کر رکھی ہے۔ اور اسے کامیاب بنانے کے لئے سخت سے سخت تدابیر اختیار کیں۔ ہندو عورتوں تک نے پکٹنگ کیا۔ بدیشی مال فروشوں کی جانوں پر حملے کئے گئے۔ انہیں قتل کیا گیا۔ مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ غرضیکہ جس طرح سے بھی ہو سکا۔ انہیں بدیشی مال فروخت کرنے سے باز رکھنے کی کوشش کی گئی لیکن ہندو اخبارات نے اس تحریک کی مخالفت میں ایک لفظ تک نہیں لکھا۔ بلکہ جہاں تک ان کے امکان میں تھا۔ اس کو تقویت پہنچاتے رہے ہیں۔

مسلم قوم ایک عرصہ سے ملک کی ہمدردی، استخلاص وطن اور آزادیٔ قوم کی خاطر ہندوؤں سے التجائیں کر رہی ہے۔ اور ہر ممکن کوشش کر چکی ہے۔ کہ ہندو ان کے جائز اور بالکل واجبی مطالبات اور حقوق تسلیم کر لیں۔ لیکن ہندو ہیں۔ کہ توجہ بھی نہیں۔ اور مسلمانوں کا کوئی مطالبہ ماننے کے لئے تیار نہیں۔ ان حالات میں اگر ہندوؤں کے اپنے وضع کردہ اصل اور طریق کے رو سے مسلمان ان کے ساتھ تجارتی تعلقات اسی طرح منقطع کر لیں۔ جس طرح انہوں نے برطانیہ سے کر رکھے ہیں۔ تو انہیں کوئی حق نہیں۔ کہ اس کے خلاف ایک لفظ بھی کہیں۔ مگر کتنی دیدہ دلیری ہے۔ کہ وہی ہندو اخبارات جو کانگرس کے بائیکاٹ کے زبردست حامی بلکہ روح رواں ہیں۔ آتنی سی بات پر سخت چیں بجبیں نظر آتے ہیں۔ کہ ایک دو شہروں کے مسلمانوں نے مقامی حالات کے پیش نظر ہندوؤں کی شرارتوں اور بدسلوکیوں سے تنگ آ کر یہ طریق تجویز کیا ہے۔ کہ مسلمان ان سے سودا سلف نہ خریدیں اور خاص کر مسلمان عورتیں ان کی دوکانوں پر نہ جائیں۔ حالانکہ اگر تمام ملک میں بھی یہ تحریک جاری کر دی جائے۔ اور مسلمانوں کو ضرور جاری کرنی چاہیئے۔ تو بھی ہندوؤں کا یہ حق نہیں۔ کہ اسے غیر مناسب کہہ سکیں۔ یہ "جھنگ کے مسلمانوں کے اس مبارک اقدام کو" "پرتاپ" ۲۲ جولائی نے "افسوسناک اطلاع" قرار دے کر "مقامی مسلم لیڈروں کو اس معاملہ پر سنجیدگی سے غور کرنے کا" مشورہ دیا ہے۔ کیونکہ یہ "ہمارے خیال میں متحدہ قومیت کے رستہ میں کانٹے" ہیں۔ اور ۲۵ جولائی کی اشاعت میں ملتان کے مسلمانوں پر اس وجہ سے بے حد خفگی کا اظہار کیا ہے۔ کہ وہ مسلم عورتوں کو ہندو بازاروں میں جانے نہیں دیتے۔ بلکہ یہاں تک لکھا ہے۔ کہ "ایسا نہ ہو۔ ۱۹۲۲ء کے واقعات کا اعادہ ہو جائے"۔ لیکن کیا یہ متحدہ قومیت کا علمبردار از راہ نوازش یہ بتانے کی تکلیف گوارا کرے گا۔ کہ اگر ہندوؤں کی طرف سے مسلمانوں کا عالمگیر اور ابدی بائیکاٹ "متحدہ قومیت کے رستہ میں کانٹا" نہیں۔ تو ایک شہر کے مسلمانوں کا یہ اقدام کس اصل کے رو سے کانٹا کہلا سکتا ہے؟

سرینگر میں کیا ہو رہا ہے

سری نگر کے مسلمانوں کی طرف سے جو خبریں کسی نہ کسی ذریعہ پہنچ رہی ہیں۔ اُن سے مسلمانوں کی جس حالت زار کا پتہ لگتا ہے۔ وہ تو ایسی دردناک ہے۔ کہ رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ لیکن ہندو اخبارات میں جو کچھ شائع ہو رہا ہے۔ وہ بھی اصل حالات کا اندازہ لگانے کے لئے بہت کچھ مدد دے سکتا ہے۔ یہ خبر تو کئی دن ہوئے ہندو اخبارات میں شائع ہو چکی ہے۔ کہ فوج اور پولیس میں جو مسلمان ملازم ہیں۔ انہیں غیر مسلح کر دیا گیا ہے۔ یعنی اُن سے ہتھیار لے لئے گئے ہیں جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ موجودہ حالات جنہیں بغاوت، شورش اور فسادات کا نام دیا جا رہا ہے۔ ان میں امن اور انتظام کے نام سے جو کچھ کیا جا رہا ہے۔ وہ سب کا سب ہندوؤں کے ہاتھ میں ہے۔ اور کسی مسلمان ملازم کو اس میں شریک ہونے کی اجازت نہیں دی گئی۔ یہ تو عام مسلمان ملازمین کے متعلق ریاست کا موجودہ طریق عمل ہے۔ اس کے علاوہ ہندو اخبارات کا یہ بھی بیان ہے کہ:-

"مسلمان افسروں اور مسلم وزرا کا داخلہ شاہی ڈیوڑھی میں بند ہے" (پرتاپ ۲۴ جولائی)

اس وقت جبکہ مسلمان افسر اور مسلم وزراء زیادہ عمدگی کے ساتھ مسلمانوں کی حالت سے ریاست کو آگاہ کر سکتے تھے۔ اور زیادہ مؤثر طریق سے مسلمانوں کو مخاطب کر سکتے تھے۔ انہیں شاہی ڈیوڑھی میں آنے سے روک دینا بتاتا ہے۔ کہ ڈیوڑھی کے اندر مسلمانوں کے متعلق کیا کچھ ہو رہا ہے۔

اسی سلسلہ میں یہ خبر بھی شائع ہوئی ہے۔ کہ

"فسادات کی تحقیقات کرنے کے لئے سردار اجیت سنگھ جو کمیٹی مقرر کی تھی۔ اس کے مسلمان ممبر نے استعفیٰ دیدیا ہے" (پرتاپ ۲۴ جولائی)

کیا ان سب حالات سے ظاہر نہیں۔ کہ مسلمانان کشمیر میں ریاست کے تشدد اور مظالم کے خلاف بے حد بے چینی پائی جاتی ہے۔ ہر طبقہ اور ہر درجہ کے لوگوں میں پائی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ ریاست کے ملازموں میں بھی پائی جاتی ہے۔ اور اس بات کا خود ریاست کو اچھی طرح علم ہے۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں ریاست نے جو طریق اختیار کر رکھا ہے۔ وہ بے چینی اور اضطراب میں کمی کرنے کی بجائے اس میں اور زیادہ اضافہ کا موجب ہو گا۔

ان حالات میں بھی اگر گورنمنٹ ہند دخل نہ دے اور مسلمانوں کو مظالم سے نہ بچائے۔ تو سوائے اس کے کیا کہا جا سکتا ہے۔ کہ مسلمانوں کو دیدہ دانستہ مظالم کا شکار ہونے کے لئے چھوڑ دیا گیا ہے۔

مسلمانان کشمیر کے مصائب کا ایک امید افزا پہلو

مسلمانان کشمیر ان دنوں جن مظالم کا نشانہ بنائے جا رہے ہیں۔ وہ اگرچہ نہایت ہی المناک ہیں۔ لیکن ان میں خوشی اور امید کا بھی ایک پہلو ہے۔ اور وہ یہ کہ ہمیں جو اطلاعات موصول ہو رہی ہیں۔ ان سے یہ ظاہر ہے۔ کہ جہاں پولیس یا فوج نے ان پر گولی چلائی۔ وہاں سے وہ نہ صرف بھاگے نہیں بلکہ سینے تان کر کھڑے ہو گئے۔ ریاستی حکام نے سمجھا تھا۔ ایک بار گولی چلا کر سارے کشمیر پر اپنی طاقت اور شوکت کی دھاک بٹھا دیں گے۔ لیکن ہمارے پاس پریس اور بعض اطلاعات کے رو سے نماز پڑھتے ہوئے ہجوم پر گولی چلانے کے بعد انہیں معلوم ہو گیا۔ کہ یہ خیال ان کا بالکل غلط تھا۔ مسلمان گولیوں سے ڈر سکتے ہیں۔ اور نہ اس قسم کے تشدد سے اپنے حقوق سے دست بردار ہو سکتے ہیں۔ مسلمانوں کی اس جرأت اور مردانگی سے جہاں یہ ظاہر ہے۔ کہ وہ مظالم اور تشدد سے اس قدر چور ہو چکے ہیں۔ کہ انہیں مزید برداشت کرنے کی بجائے مردانہ وار مرجانا بہتر سمجھتے ہیں۔ وہاں یہ بھی ثابت ہے۔ کہ وہ اپنے حقوق حاصل کرنے کے لئے پورے عزم اور ارادہ کے ساتھ کھڑے ہوئے ہیں۔ اور اگر وہ اس پر قائم رہے۔ تو یقیناً کامیاب ہو جائیں گے۔ انشاء اللہ۔

صداقت احمدیت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دنیا پر احسانات

فطرت انسانی میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بات مرکوز کر دی گئی ہے۔ کہ وہ اپنے محسن و مربی کی ممنون احسان ہو۔ اس کے احکام کی تعمیل اور اس کی رضامندی کو اپنے لئے باعث فلاح قرار دے۔ لیکن گرد و پیش کے برے اثرات اور بد افعالیوں کے زنگ اس فطرت کو ایسا مسخ کر دیتے ہیں۔ کہ انسان اپنے محسن کو دشمن اور اپنے خیر خواہ کو عدو سمجھ کر اس سے کوسوں دور بھاگتا ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے۔ کہ انبیاء علیہم السلام جب ہدایت خلق کے لئے دنیا میں آتے ہیں۔ تو اگرچہ وہ مخلوق الٰہی کی بھلائی کے لئے اس قدر تڑپ رکھتے ہیں جس کا اندازہ لگانا انسانی طاقت سے بالا ہوتا ہے۔ پھر بھی اکثر لوگ ان کی باتوں پر کان نہیں دھرتے اور ان کے خلاف چلنا اپنا فرض سمجھتے ہیں چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر لوگوں کا کون خیر خواہ ہو سکتا ہے۔ خود اللہ تعالیٰ آپ کے متعلق فرماتا ہے۔ لعلک باخع نفسک الا یکونوا مومنین۔ شاید تو اسی غم میں اپنے آپ کو ہلاک کر دیگا کہ یہ لوگ کیوں مومن نہیں ہوتے۔ پھر فرماتا ہے۔ عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم۔ تمہاری ذرا سی تکلیف بھی اس پر نہایت گراں گزرتی ہے تمہاری ترقی کا خواہاں اور تم پر شفقت اور رحم کرنے والا ہے۔ مگر ایسے عظیم الشان رسول کو بھی بد قسمت لوگوں نے اپنا دشمن سمجھا۔ اور آپ کو ہر ممکن تکلیف دی۔

موجودہ زمانہ میں جب خدا تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی بہتری اور بھلائی کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔ تو جس طرح ہر نبی دنیا پر عظیم الشان احسانات کرتا ہے۔ آپ نے بھی ہر قوم اور ہر مذہب کے لوگوں پر احسانات کئے۔ مگر افسوس ان احسانوں کی قدر نہ کی گئی۔ اور آپ کو اپنا دشمن سمجھ کر مخالفت پر کمر باندھ لی گئی۔ تاہم سعید الفطرت لوگوں نے فائدہ اٹھایا۔ اور ایسے ہی لوگوں کے لئے ہم ذیل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عظیم الشان احسانوں میں سے چند ایک کا مختصر ذکر کرتے ہیں۔

عیسائیت پر احسان

ایک بہت بڑا احسان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس قوم پر کیا جس کا دنیا کے ایک کثیر حصہ پر قبضہ ہے جسے دنیا میں ہر طرح کا غلبہ اور تفوق حاصل ہے۔ اور جو عیسائی قوم ہے اس کے مذہب کی ساری بنیاد اس امر پر ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا نے اپنے ماننے والوں کے گناہوں کی پاداش میں صلیب پر موت دی اور اس طرح تمام عیسائیوں کو گناہ سے پاک کر دیا۔ یہ عقیدہ نہ صرف عقلی طور پر سراسر غلط اور ناقابل تسلیم ہے بلکہ نقلی طور پر بھی اس میں کوئی صداقت نظر نہیں آتی حتیٰ کہ خود بائبل کی رو سے بھی درست قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اور اگر یہ مان لیا جائے۔ کہ حضرت مسیح نے صلیب پر جان دی تھی۔ تو ان کی ذات پر خطرناک حملہ ہوتا ہے۔ کیونکہ بائبل میں لکھا ہے۔

"وہ جو پھانسی دیا جاتا ہے۔ خدا کا ملعون ہے"۔ (استثنا ۲۱ باب ۲۳)

لیکن باوجود اس کے عیسائی صاحبان یسوع مسیح کے متعلق یہ کہتے ہیں۔ کہ یہود نے انہیں صلیب پر لٹکا کر مار دیا اور انہیں اپنی کم عقلی اور جہالت سے اپنے ذاتی فائدہ کے لئے بڑے فخر سے نعوذ باللہ ملعون قرار دیتے ہیں۔

عیسائیوں کو یہ ٹھوکر ابتدائی زمانہ میں ہی لگی۔ چنانچہ پولوس نے لکھا ہے۔

"مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا۔ اس نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا۔ کیونکہ لکھا ہے۔ کہ جو کوئی لکڑی پر لٹکایا گیا۔ وہ لعنتی ہے"۔ (گلیتوں ۳ باب ۱۳)

عیسائیوں کو [illegible] ٹھوکر [illegible] جس [illegible] تھے۔ کوئی [illegible] خطرناک گڑھے سے بچانے کی کوشش نہ کی۔ حتیٰ کہ خدا تعالیٰ نے بطفیل رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا۔ آپ سب سے پہلے انسان ہیں۔ جنہوں نے عیسائیوں کو اس خطرناک عقیدہ سے بچانے کے لئے کوشش کی۔ اور اس کے باطل ہونے کے لئے قدر نقلی اور عقلی دلائل دئے۔ جنہیں کوئی رد نہیں کر سکتا حتیٰ کہ انجیل سے بھی ثابت کر دیا۔ کہ حضرت مسیح صلیب پر نہیں فوت ہوئے۔

یہ وہ احسان۔ اور بڑا بھاری احسان ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عیسائیوں پر کیا۔ اور انہیں بتایا۔ کہ تم سمجھتے تو یہ ہو۔ کہ یسوع تمہیں نجات دلانے والا ہے۔ مگر میں وہ ہوں۔ جس نے یسوع کو بھی ایسے الزام سے نجات دی۔ ایسا عظیم الشان انسان یقیناً اس بات کا مستحق ہے۔ کہ عیسائی دنیا اس کے احسان کی قدر کرتی ہوئی کہہ اٹھے

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی ضمن میں عیسائیوں پر اور بہت سے احسانات کئے ہیں۔ مگر یہاں ان کی تفصیل کا موقعہ نہیں۔ اس وقت سب سے بڑے احسان کا ذکر ہی کافی ہے۔

ہندوؤں پر احسان

اسی طرح ہندوؤں پر بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے احسانات کئے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے۔ کہ ان کے بزرگوں حضرت کرشن اور رام چندر جی کو خدا کے نبی قرار دیا۔ اور مسلمانوں سے یہ تسلیم کرا دیا۔ اس میں کچھ شبہ نہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے پہلے مسلمانوں میں سے شاید ہی کوئی یہ تسلیم کرتا ہو۔ ورنہ عام طور پر مسلمان ان کی صداقت اور راستبازی کے قائل نہیں تھے۔ اور ان کے متعلق اچھے خیالات نہ رکھتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت۔ رحمانیت۔ اور رحیمیت کی صفات پیش کرتے ہوئے بتایا۔ کہ عالم جسمانی میں جس طرح خدا اپنا سورج ہر جگہ روشن فرماتا ہے۔ اور جس طرح اپنا رزق ہر شخص کو بقدر مراتب پہنچاتا ہے۔ اسی طرح اس کی سنت سے یہ بعید ہے۔ کہ وہ ایک ملک کو تو اپنی رحمتوں سے مخصوص کرے مگر دوسرے ممالک ہندوستان۔ چین۔ جاپان اور ایران کو چھوڑ دے اس اصل کے ماتحت آپ نے بتایا۔ ہندوستان میں بھی خدا کے نبی مبعوث ہوئے۔ اور حضرت کرشن اور حضرت رام چندر جی اپنے زمانہ کے نبی تھے۔

یہ وہ عظیم الشان احسان ہے۔ جو آپ نے ہندو قوم پر کیا۔ ہندو قوم ساری عمر کی جد و جہد سے بھی اپنے بزرگوں کو مسلمانوں میں وہ درجہ نہیں دلا سکی تھی۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قائم کر دیا۔ اگرچہ ابتدا میں مسلمانوں نے یہ بات خوشی سے نہ سنی لیکن آخر مخالفین نے بھی اس کا اثر قبول کیا۔ چنانچہ مولوی وحید الزمان نے لکھا:-

"یہ بھی یاد رہے کہ حضرت کرشن علیہ السلام خدا کے ایک برگزیدہ اور راستباز انسان تھے اور وہ اپنے زمانہ میں اپنی قوم کے لئے خدا کی طرف نذیر ہو کر آئے تھے کیونکہ قرآن مجید میں ہے۔ وان من امۃ الا خلا فیہا نذیر۔ اس آیت سے یہ صاف نکلتا ہے۔ کہ ہر ملک اور ہر قوم میں اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہو چکے ہیں"۔ (تفسیر وحیدی زیر آیت ان من امۃ الا خلا فیہا نذیر)

اسی طرح خواجہ حسن نظامی صاحب نے لکھا:-

"سری کرشن بھی ہندوستان کے ہادی تھے۔ ان کو بھی ایک بڑی اور اعلیٰ قوم کی راہبری کے لئے مامور کیا"۔ (کرشن بیتی صفحہ ۳۹)

پس ہندوؤں پر آپ کا یہ بہت بڑا احسان ہے۔

سکھوں پر احسان

پھر سکھوں پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ احسان کیا۔ کہ آپ نے مسلمانوں کے دلوں میں حضرت باوا نانک صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حقیقی عزت قائم کی آپ نے چولہ باوا نانک دکھا کر۔ گرنتھ صاحب کے حوالجات سے۔ جنم ساکھیوں کے شواہد سے اور عقلی نقلی اور تاریخی لحاظ سے غرض ہر رنگ میں یہ بات ثابت کر دی۔ کہ حضرت باوا نانک سچے اور پکے مسلمان تھے۔ اس حقیقت کے انکشاف نے سکھوں اور مسلمانوں کے لئے اتحاد کا زریں موقع پیدا کر دیا ہے۔ اور اگر سکھ کسی وقت بھی ہوش میں آئیں۔ تو ان کا مسلمانوں سے متحد ہو جانا۔ کوئی بڑی بات نہیں مگر افسوس کہ وہ سیاسی وجوہات سے ہندوؤں کی طرف جھکے رہے ہیں۔

ساری دنیا پر احسان

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ساری دنیا پر احسان کیا جبکہ انہیں اس خدا کا پتہ دیا۔ جو زندہ۔ قادر اور اپنے بندوں سے کلام کرنے والا ہے۔ آپ سے پہلے بھی لوگ خدا پر ایمان رکھتے تھے۔ مگر محض اس لئے کہ [illegible] دعا ہی کی لذت سے ناآشنا تھے۔ ان کے دل خدا کی محبت سے بیگانہ تھے۔ انہیں معلوم نہ تھا کہ الہامات اور کشوف کیا ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے از سر نو خدا پر ایمان تازہ کیا۔

یہ بطور مشتے نمونہ از خروارے ان چند احسانات کا ذکر کرتے ہوئے ہم امید کرتے ہیں۔ کہ دنیا اس محسن اعظم کے آگے سر نیاز جھکا کر قدرشناسی کا ثبوت دیگی۔

اگر حضرت مسیح علیہ السلام زندہ ہوں

تو

عہد شکن ٹھیرتے ہیں

حیات مسیح ناصری علیہ السلام کا عقیدہ ایسا بودا عقیدہ ہے کہ ہر وہ شخص جس کو خدا نے دماغ عطا کیا ہے۔ اور وہ اس سے کام لیتا ہے تھوڑی سی سوچ و بچار کے بعد معاً بول اٹھے گا۔ کہ مسیح ناصری کی زندگی کا عقیدہ بالکل خلاف عقل خلاف نصوص قرآنیہ و احادیث صحیحہ ہے۔ نہیں بلکہ اکابر امت کے عقائد کے بھی خلاف پڑتا ہے۔ وفات مسیح کے متعلق بیسیوں دلائل دیئے جا سکتے ہیں۔ اس وقت میں صرف ایک آیت قرآنی پیش کرتا ہوں۔ جس سے واضح طور پر وفات مسیح ثابت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ سورۂ آل عمران رکوع ۹ (پ ۳) کے شروع میں فرماتا ہے:۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْہَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰہِدِیْنَ ۔ فَمَنْ تَوَلّٰی بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الْفٰسِقُوْنَ ؕ

اس آیت کا ترجمہ مولوی شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی یوں فرماتے ہیں:۔

"اور جس وقت لیا عہد اللہ نے عہد پیغمبروں کا۔ البتہ جو کچھ دوں میں تم کو کتاب سے اور حکمت سے۔ پھر آئے گا۔ تمہارے پاس ایک پیغمبر سچا کرنے والا اس چیز کو کہ ساتھ تمہارے ہے البتہ ایمان لاؤ تم ساتھ اس کے۔ اور البتہ مدد دینا اس کو۔ کہا کیا اقرار کیا تم نے اور لیا تم نے اوپر اس کے بھاری عہد میرا۔ کہا انہوں نے اقرار کیا ہم نے۔ کہا پس شاہد رہو۔ اور میں ساتھ تمہارے شاہدوں سے ہوں پس جو کوئی پھر جاوے پیچھے اس کے پس یہ لوگ وہ ہی فاسق بدکار۔"

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ اول اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں سے عہد لیا۔ کہ اگر ان کی زندگی میں کوئی اور رسول مبعوث ہو جو ان کی کتاب کی پیشگوئیوں کے مطابق ہوئے۔ تو اس پر ایمان لائیں۔ اور اس کی امداد کریں۔ دوم۔ جو ایسا نہ کریں گے۔ وہ فاسق ہوں گے۔

تفسیر جلالین میں ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ کے ماتحت لکھا ہے۔ وھو محمد صلی اللہ علیہ وسلم گویا وہ اس آیت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے لئے خاص کرتے ہیں اس لحاظ سے یہ ثابت ہوا۔ کہ اگر کسی رسول کی زندگی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوں۔ تو وہ رسول ان پر ایمان لائے گا۔ اور ان کی امداد کرے گا۔ رسولوں سے عہد لینے کے یہ معنی بھی ہیں۔ کہ ان کے ذریعہ سے ان کے اتباع سے عہد لیا جائے۔ کہ اگر کتب سابقہ کی پیشگوئیوں کو پورا کرتے ہوئے کوئی رسول مبعوث ہو۔ تو اس کتاب کے ماننے والوں پر اس کی اطاعت لازمی ہے جیسا کہ تفسیر جلالین میں لتؤمنن بہ ولتنصرنہ کے نیچے لکھا ہے۔ جواب القسم ان ادرکتموہ و اممھم تبع لھم۔ یعنے امتیں اپنے رسولوں کے تابع ہیں۔ گویا رسولوں کا عہد ان کی امتوں کا عہد ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے۔ آپ کو لوگوں نے نہ مانا۔ اور طرح طرح کی تکالیف دیں۔ بائیکاٹ کیا گیا۔ وطن سے نکالا گیا۔ جان سے مارنے کی کوشش کی گئیں۔ اور کیا کچھ نہ کیا گیا۔ آپ تن تنہا تھے۔ آپ کو انصار کی ضرورت تھی ایسے وقت میں آیت مذکورہ بالا کے عہد کے مطابق ہر اس رسول کا جو اس وقت زندہ ہوتا۔ فرض اولین تھا۔ کہ وہ حضور کی خدمت میں ظاہر ہوتا۔ اور آپ کے پہلو بہ پہلو اشاعت دین میں کوشاں ہوتا۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت زندہ تھے۔ اور انہیں دنیا میں کبھی نازل ہونا تھا۔ تو اس وقت نازل ہوتے جس کے متعلق انہوں نے عہد بھی کیا تھا۔ اور جس کی خلاف ورزی ادنیٰ درجہ ایمان سے بھی انہیں جواب دینے والی تھی۔

[illegible] نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ مانا۔ پس حضرت مسیح علیہ السلام کا نزول اس وقت اس لئے بھی لازمی تھا۔ کہ وہ آکر اپنی امت سے کہتے۔ کہ میں نے تم سے اسی رسول پر ایمان لانے کے لئے عہد لیا تھا۔ اب تم انکار کیوں کرتے ہو۔ اس کا ساتھ دو۔ مگر ان ہر دو صورتوں میں سے کسی صورت کے لحاظ سے بھی حضرت مسیح (علیہ السلام) دنیا میں نازل نہ ہوئے۔ آپ کا اس وقت نازل نہ ہونا۔ اس امر کا ثبوت ہے۔ کہ وہ اس وقت بقید حیات نہ تھے یہی وجہ ہے۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ لو کان موسیٰ و عیسیٰ حیین لما وسعھما الا اتباعی۔ یعنی اگر موسیٰ اور عیسیٰ زندہ ہوتے۔ تو ان کو میری اتباع کے سوا کچھ چارہ نہ تھا۔ اسی آیت کے متعلق ابو مسلم اصفہانی فرماتے ہیں:۔

"کل الانبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام کانوا عند مبعث النبی صلعم من زمرۃ الاموات والمیت لا یکلف ؕ"

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے وقت تمام انبیاء فوت شدگان میں شامل تھے۔ اس لئے انہوں نے آپ کا ساتھ نہ دیا۔ کیونکہ فوت شدہ ایفائے وعدہ کے لئے مکلف نہیں

پس یہ آیت بدیہی طور پر وفات مسیح ثابت کرتی ہے۔ فھل من مدکر

خاکسار سعد الدین احمدی۔ بی اے۔ بی ٹی سینئر انگلش ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول جہلم

عیسائیت کے حملہ سے مسلمانوں کو کس نے بچایا

بڑی مدت سے اسلام کے ان دشمنوں نے جو بالمقابل کھڑے ہو کر اسلام کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ در پردہ مسلمانوں کو انکے پیارے دین سے مرتد کر کے عیسائیت کا حلقہ بگوش بنانے کے لئے اندر ہی اندر ایسے غلط عقائد ان میں پھیلانے شروع کئے۔ جو بالآخر مسلمانوں کے لئے نقصان رساں ثابت ہوئے آخر جب وہ وقت آگیا۔ کہ ایک طرف تو مسلمان کہلانے والوں کو ان عقائد کی وجہ سے عیسائیوں کے سامنے سر اٹھانا مشکل اور ان کی گرفت سے نکلنا دشوار ہو گیا۔ اور دوسری طرف ہزار ہا وہ خاندان جنہوں نے اسلامی آغوش میں پرورش پائی۔ جن کے آباؤ اجداد نے بڑی بڑی قربانیاں کر کے اسلام کی نعمت حاصل کی تھی اور اپنا سب کچھ اسلام کیلئے نثار کر دینا اپنا فخر سمجھتے تھے۔ ان کی اولادیں اسلام سے برگشتہ ہو کر عیسائیت میں داخل ہو گئیں۔ توحید کو چھوڑ کر تثلیث پرست بن گئیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کی بجائے آپ کو گالیاں دینے لگ گئیں۔ تو خدا تعالیٰ نے اس فتنہ کو پاش پاش کرنے کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔ آپ نے ان سب عقائد کا قلع قمع کر دیا۔ اور مسلمانوں کو ایسے زبردست ہتھیاروں سے مسلح کر دیا۔ کہ جو بھی انکو استعمال کریں اس نام سے عیسائی تھراتے اور بھاگتے پھرتے ہیں۔ انہی عقائد میں سے ایک حیات مسیح کا عقیدہ تھا۔ جو مسلمانوں میں رائج تھا۔ اور جس کی وجہ سے عیسائی ان پر قبضہ پائے رہتے ہیں۔ انکو کس طرح اس عقیدہ کی وجہ سے مسلمانوں کو اسلام سے مرتد کر کے عیسائیت میں داخل کرنے کا موقعہ ملتا۔ اسکا پتہ ذیل کے الفاظ سے لگ سکتا ہے جو عیسائیوں کے ایک ٹریکٹ "حقائق القرآن قابل توجہ اہل اسلام" سے اخذ کئے گئے ہیں۔ اور جو یہ ہیں۔ "تیرہ سو سال سے زیادہ کا عرصہ گزر چکا ہے کہ محمد صاحب نے ۶۳ یا ۶۴ سال کی عمر میں وفات پائی۔ اور دیگر مردوں کی طرح خاک میں مل گئے۔ لیکن ہمارے خداوند یسوع مسیح دو ہزار سال سے بھی زیادہ عرصہ آسمان پر زندہ از روئے قرآن مسلمان مانتے ہیں۔ اس لئے بروئے مسلمات اسلام حضرت مسیح محمد صاحب سے بدرجہا افضل و اعلیٰ ثابت ہوتے ہیں" پھر لکھا ہے۔ "یہ امر بھی مسلمات اسلام میں سے ہے۔ کہ قیامت سے کچھ عرصہ پہلے بڑا فتنہ برپا کرنے والا کفر و بدعتیں پھیلانے والا دجال ظاہر ہو گا۔ اور اسے نیست و نابود کرنے والا اور بگڑی امت محمدیہ کو راہ راست پر لانے کے لئے۔ اور دین حق قائم کرنے کیلئے مسیح آسمان سے نازل ہو گا۔ اور تمام اہل کتاب اس پر ایمان لائیں گے۔ اگر محمد صاحب نبی آخر الزمان اور خاتم النبیین تھے۔ تو آخری فتنہ کو فرو کرنے کیلئے انکو قبر سے اٹھا کر بھیجا کیوں مقرر نہ ہوا ..... جبکہ اول بھی مسیح اور آخر بھی مسیح ہی مومنین کا ہادی و پیشوا ٹھیرا۔ اور محمد صاحب بیچ میں تھوڑے عرصہ کے لئے آکر چلے گئے۔ اور پھر خاک سے سر نہ اٹھا سکے (نعوذ باللہ) تو ایسا شخص کون ہو گا۔ جو دیدہ دانستہ اپنی آنکھ نہ بند کرے۔ اور حق سے عداوت نہ رکھے۔ تو مسیح کو محمد صاحب سے ہزار درجہ افضل و برتر تسلیم نہ کرے" بلفظہٖ صفحہ ۸ ان الفاظ میں سید ولد آدم فخر دو عالم فخر اولین و آخرین محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی شان پاک میں جس قدر گستاخی کی گئی ہے وہ نہایت دل دوز اور تکلیف دہ ہے۔ اور کوئی ایسا شخص جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہے۔ اسے اتنا بھی گوارا نہیں کر سکتا۔ لیکن کیا اس کے لئے ابھی ساری ذمہ داری ان لوگوں پر عائد ہوتی ہے جو کہلاتے تو مسلمان ہیں لیکن عقیدہ یہ رکھتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح دو ہزار سال سے زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں۔ اور وہی دوبارہ امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے آئیں گے

تمدن اسلام

اِسلام میں کلام کرنے کے متعلق ہدایات

منجملہ ان بے شمار خوبیوں اور محاسن کے جن کی وجہ سے اسلام تمام دنیا پر چھا گیا۔ اور جن کی وجہ سے اسلام کو تمام مذاہب پر فوقیت حاصل ہے۔ ایک یہ خوبی بھی ہے کہ اسلام نے کلام کرنے کے ایسے آداب سکھائے ہیں۔ کہ اگر ان پر عمل کیا جائے تو کلام مفید اور نتیجہ خیز بن سکتا ہے۔ اور کوئی انسان لغوگوئی کا مرتکب نہیں ہو سکتا۔ اِس پہلو میں اسلام نے جو تمدنی اصلاح کی ہے۔ اور اس بارے میں ضروری ہدایات دی ہیں۔ ان کی مثال بھی کسی اور جگہ نہیں مل سکتی۔

پہلی ہدایت

اسلام نے کلام کرنے کے متعلق پہلی ہدایت یہ دی ہے۔ کہ قل لعبادی یقولوا اللتی ھی احسن۔ یعنی لوگوں سے کہدو۔ جو بات بھی تم کہو۔ وہ اچھی ہی نہیں۔ بلکہ بہت اچھی ہو۔ یہ ایک ایسا حکم ہے۔ کہ اس پر عمل پیرا ہونے والا انسان محض اپنے مطلب اور مقصود کو ہی حاصل نہیں کر سکتا۔ بلکہ ہزاروں دلوں کو بآسانی اپنی طرف مائل کر سکتا ہے۔ اور یہی وہ زبردست اَدب ہے۔ جسے پیش نظر رکھتے ہوئے اگر کلام کی جائے۔ تو یقیناً بقیناً سامع اور مخاطب متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ یہ یاد رہے۔ اچھی بات کہنے کا یہ مطلب نہیں۔ کہ ملمع سازی اور چکنی چپڑی باتوں سے کلام کو مزین کر کے مخاطب کے سامنے پیش کیا جائے۔ اگرچہ ایسی کلام بھی کسی حد تک مؤثر ہو جایا کرتی ہے۔ لیکن آخر پول کھل جاتا ہے۔ اور بہت برے نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ کلام ایسا ہونا چاہیئے۔ جو حقیقت پر مبنی ہو۔ صدق و راستی سے پُر ہو۔ اس میں کسی قسم کا ملمع نہ ہو۔ ایسے کلام کا خاص اثر ہوگا۔ اثر بھی عارضی نہیں ہوگا۔ بلکہ دیرپا ہوگا۔ پس اسلام اپنے پیروؤں کو یہ حکم دیتا ہے۔ کہ کلام ایسی کرو۔ جو ہر پہلو سے اچھی ہو اور صدق و راستی سے پُر ہو۔

دوسری ہدایت

دوسری ہدایت اسلام نے یہ دی ہے۔ کہ "واجتنبوا قول الزور" یعنی جھوٹی بات نہ کہا کرو۔ ایسی کلام غیر مؤثر ہی نہیں ہوتی۔ بلکہ بہت سی برائیوں کا موجب ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو جس میں بہت سی برائیاں تھیں۔ ان برائیوں سے بچانے کے لئے فرمایا۔ سب سے پہلے تم جھوٹ ترک کر دو۔ یہ ایک ایسا گند ہے۔ جو متکلم تک ہی محدود نہیں رہتا۔ بلکہ اس کا خطرناک زہر دوسروں کو بھی ہلاک کرنے کا باعث ہو جاتا ہے۔ اِسی لئے اللہ تعالےٰ نے "قول زور" سے منع فرمایا۔ اور راستبازی اور صدق گوئی کو شعار بنانے کے متعلق تاکیدی احکام دیئے۔

تیسری ہدایت

اِسلام نے اپنے ماننے والوں کو یہ دی۔ کہ یاایھاالذین امنوا لایسخر قوم من قوم یعنی کلام کرتے وقت استہزاء اور تمسخر کو کام میں ہرگز نہ لانا چاہیئے۔ کیونکہ تمسخر سے کلام میں وقار اور سنجیدگی مفقود ہو جاتی ہے۔ اور جب کلام خالی از وقار ہو۔ تو یقیناً غیر موثر بھی ہوگا۔ نیز اس کے علاوہ "قتل یشھرا لسلاح فی بعض المزاح" کا نظارہ بھی دیکھنا پڑیگا۔

چوتھی ہدایت

چوتھی ہدایت یہ دی گئی ہے۔ "ولا تلمزوا انفسکم ولاتنابزو بالالقاب یعنی جب تم کلام کرو۔ تو اس بات کا خیال رکھو۔ کہ نہ تو مخاطب کو اور نہ غیر مخاطب کو کسی بُرے نام اور بُرے لقب سے یاد کرو۔

بُرے لقب اور بُرے نام سے کسی کو یاد کرنا اتنا بُرا ہے۔ کہ خود متکلم بھی نہیں چاہتا۔ کہ اس کو کسی بُرے لقب سے یاد کیا جائے۔ جب خود متکلم اس بات سے نفرت رکھتا ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ غیر کے لئے وہ ایسی بات جائز خیال کرے۔

پانچویں ہدایت

پانچویں ہدایت یہ ارشاد فرمائی گئی۔ کہ ولاتصعر خدک للناس یعنی متکلم مخاطب کے ساتھ عبوست اور ترش روئی کے ساتھ نہ پیش آئے۔ اور کسی ایسے طریقے سے نہ کلام کرے۔ جو مخاطب کے قلب پر بُرا اثر ڈالے۔ اور ایسی طرح سے بات نہ کہے۔ کہ مخاطب کے جذبات کا احترام مدنظر نہ ہو۔ بلکہ تحقیر مدنظر ہو۔ ایسا کلام بے اثر ہونے کے علاوہ آپس میں نفرت کی خلیج کو بھی بڑھا دیتا ہے۔

چھٹی ہدایت

چھٹی ہدایت یہ ہے۔ واغضض من صوتک ان انکرالاصوات لصوت الحمیر یعنی کلام کرتے وقت اتنے زور سے نہ بولو۔ کہ جس سے سامع کبیدہ خاطر ہو جائے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا۔ کہ سننے والوں کے لحاظ سے آواز اونچی نیچی ہونی چاہیئے۔ خواہ مخواہ زور سے بولنے کا یہی نقصان نہیں۔ کہ سننے والے بُرا مناتے ہیں۔ بلکہ اس سے دماغ سینہ اور پٹھوں کو بھی بلاضرورت نقصان پہنچتا ہے۔

ساتویں ہدایت

ساتویں ہدایت یہ ہے۔ لاتقف مالیس لک بہ علم ان السمع والبصر.... الخ یعنی جو بات کہی جائے۔ وہ حقیقت پر مبنی ہو۔ یونہی سُنی سُنائی بات نہ کہی جائے۔ بہت دفعہ دیکھا گیا ہے۔ کہ کسی شخص نے ایک سُنی سنائی بات کہہ دی۔ مگر درست نہ نکلی۔ اور بعد میں تحقیق کرنے پر اسے ندامت محسوس ہوئی۔ یا سخت نقصان پہنچ گیا۔

آٹھویں ہدایت

یہ ہے۔ کہ قولوا قولاً سدیداً ہ یعنی متکلم کلام کرتے وقت موقعہ اور محل کو پیش نظر رکھ کر کلام کرے۔ کیونکہ متکلم اگر ایسی بات کہے۔ جو مناسب حال یا مناسب وقت نہ ہو۔ تو اس کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ اس کے متعلق بلاغت کی کتابوں میں کافی سے زیادہ بحث ہے۔ طریق کلام یہ ہے۔ کہ جب مخاطب خالی الذہن ہو۔ تو اس وقت جو کلام کی جائے۔ اس میں تاکید اور زور کی ضرورت نہیں۔ بلکہ سادہ کلام ہی مناسب اور موزوں ہے۔ اس قسم کی کلام کو بلغاء کی اصطلاح میں کلام "ابتدائی" کہتے ہیں۔ اور جب مخاطب خالی الذہن نہ ہو۔ بلکہ اسے کچھ تردد ہو۔ تو ایسے وقت میں متکلم کے لئے لازم ہے۔ کہ وہ ایسی کلام کرے۔ جو کچھ موکد اور زوردار ہو۔ ایسے وقت میں خفیف سی تاکید کر دینے سے کلام مستحسن ہو جاتا ہے۔ اِن دونوں درجوں کے بعد ایک اور درجہ یہ ہے۔ کہ جب مخاطب منکر ہو۔ اس کے انکار کے مطابق کلام موکد ہو

نویں ہدایت

اسلام کا یہ بھی حکم ہے۔ کہ بات ہمیشہ مخاطب کی قابلیت اور لیاقت کو مدنظر رکھ کر کہنی چاہیئے۔ چنانچہ اس آیت سے جو اوپر پیش کی گئی ہے۔ یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ سیدھی سادی بات کہو۔ یعنی ایسی بات جس میں اشکال ہوں۔ نہ کہو۔

دسویں ہدایت

ایک بہت ہی اہم ہدایت یہ ہے۔ کہ جب کلام کرو تقویٰ کے ماتحت اور خشیت اللہ کو مدنظر رکھ کر کرو۔ ہرگز ایسی کلام نہ کرو۔ جو خالی از تقویٰ ہو۔ کیونکہ فان خیرالزاد التقویٰ ؛

یہ وہ آداب کلام ہیں۔ جو اسلام نے مسلمانوں کو سکھائے۔ اور جو کسی اور مذہب میں نہیں پائے جاتے۔ حالانکہ یہ نہایت اہم پہلو ہے۔ دنیا کے بڑے بڑے تغیرات اور بڑے بڑے انقلابات صرف زبان کے ہلانے سے رونما ہو جاتے ہیں۔ اس بات کو اسلام نے ہی اہمیت دی۔ اور یہ بہت بڑی تمدنی اِصلاح کی ؛

خاکسار

(مبارک احمد مولوی فاضل)

نظارتوں کے اعلانات

کارکنان جماعت احمدیہ جڑانوالہ

جماعت احمدیہ جڑانوالہ کے حسب ذیل کارکنوں کے انتخاب کی منظوری دی جاتی ہے۔ ناظر اعلیٰ قادیان

(۱)	سکرٹری تبلیغ	مولوی عبدالحق صاحب
(۲)	سکرٹری مال	ڈاکٹر محمد شفیع صاحب و ٹرزری اسسٹنٹ
(۳)	سکرٹری وصایا	" " " " "
(۴)	سکرٹری تعلیم و تربیت	مولوی فضل حق صاحب
(۵)	نائب سکرٹری تبلیغ	ڈاکٹر سید مقبول عالم شاہ صاحب
(۶)	سکرٹری امور خارجہ	چودھری غلام محمد صاحب

صوبہ سندھ کے سکرٹریان تعلیم و تربیت

سندھ کی بعض احمدیہ انجمنوں میں جو سکرٹریان تعلیم و تربیت مقرر کئے گئے ہیں۔ ان کے نام درج ذیل کئے جاتے ہیں

(۱)	کال ڈیرہ	ماسٹر محمد بریل صاحب
(۲)	ٹانوری	میاں کریم بخش صاحب
(۳)	بھرہ میروہ	اخوند قادر بخش صاحب
(۴)	صوبہ ڈیرہ	میر امام بخش صاحب

ناظر تعلیم و تربیت قادیان

کاشی پور کی زمین کے متعلق اعلان

احباب کو یاد ہوگا۔ کہ بعض دوستوں نے کاشی پور متصل ریاست رامپور میں زمین خرید کی تھی۔ اس کے متعلق اکثر دوستوں کو شکایت پیدا ہوئی تھی۔ ان سب شکایات کو ایام جلسہ ۱۹۳۱ء کو کچھ وقت نکال کر کمیشن منظور کردہ صدر انجمن احمدیہ کے پیش کیا جاویگا لہٰذا سب دوست تمام شکایات مدلل میرے پاس بھیجدیں :: ناظر امور عامہ

پتہ مطلوب ہے

میاں مقصود علی صاحب احمدی ایم۔ اے۔ بی۔ ٹی۔ جو اصل باشندہ غالباً موضع فیض آباد ضلع رہتک کے ہیں۔ ان کا پتہ مطلوب ہے۔ جس صاحب کو ان کا پتہ معلوم ہو۔ تحریر فرما دیں۔ ناظر تعلیم و تربیت قادیان

تلاش روزگار

ایک نوجوان دوست کمپونڈری کے کام سے واقف ہے روزگار کا متلاشی ہے۔ اگر کسی دوست کو ضرورت ہو۔ تو دفتر امور عامہ سے خط و کتابت کریں :: ناظر امور عامہ

کارگذاری انسپکٹر وصایا ضلع سیالکوٹ

(ماہ جون ۱۹۳۱ء)

ضلع سیالکوٹ کا ایک وسیع علاقہ ہے۔ چوہدری محمد حسین پنشنر اس علاقہ میں بطور آنریری انسپکٹر وصایا کام کر رہے ہیں۔ باوجود ضعیف العمری کے کام نہایت مستعدی اور سرگرمی سے انجام دے رہے ہیں۔ چنانچہ ماہ جون ۱۹۳۱ء میں انہوں نے مختلف دیہات کا دورہ کر کے ۷ موصی صاحبان کی تصدیق حیات کی اور دوستوں میں تحریک کر کے ۵ نئے موصی بنائے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ اور خدمت دین بجالانے کی بیش از بیش توفیق بخشے :: سکرٹری مجلس کارپرداز مقبرہ بہشتی

وصیت کی تکمیل

میاں نور احمد صاحب ولد میاں عمر الدین صاحب ساکن قادیان نے پہلے صرف اپنے متروکہ کی وصیت کی ہوئی تھی۔ اب انہوں نے حصہ آمد کی وصیت کر کے اپنی سابقہ وصیت کی تکمیل کر دی ہے۔ چنانچہ وہ تحریر فرماتے ہیں :

"میں اپنی وصیت ۱۹۲۷ء مورخہ ۱۷-۲-۲۷ کے متعلق اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ ماہوار بھی یکم مئی ۱۹۳۱ء سے دیتا رہوں گا۔ کیونکہ میری سابقہ وصیت میں جو ۱۷-۲-۲۷ کو کی گئی تھی صرف اپنے متروکہ کے متعلق ہی تحریر تھی" اللہ تعالیٰ ان کو اپنے اس عہد کو نباہنے کی پوری طرح توفیق بخشے دیگر اصحاب بھی جن کی وصایا قابل تکمیل ہیں۔ توجہ فرما کر بہت جلد تکمیل فرمائیں۔ :: سکرٹری مجلس کارپرداز مقبرہ بہشتی

خدمت دین کا نادر موقع

ہر جگہ اور ہر علاقہ کے لئے ایسے احمدی احباب کی آنریری خدمات کی ضرورت ہے۔ جو پنشن یافتہ ہوں یا ویسے ہی فارغ البال ہوں خدمت دین کا شوق اور احمدیت کے لئے اپنے دل میں درد رکھنے والے ہوں۔ جو دوست اپنی خدمات پیش کرنی چاہیں وہ اپنے نام دفتر بہشتی مقبرہ میں بھیجدیں۔ تاکہ ان کی رضامندی سے ان کے مناسب حال کوئی کام ان کے سپرد کیا جا سکے ::

سکرٹری مجلس کارپرداز مقبرہ بہشتی

تصدیقی فارم متعلقہ حالات موصیان کی خانہ پری

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے والوں کے متعلق علاوہ باقی شرائط کے ایک یہ شرط بھی رکھی ہے۔ کہ دفن ہونے والا متقی ہو اور محرمات سے پرہیز کرتا ہو اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو۔ سچا اور صاف مسلمان ہو ::

موصی کے حالات کی تصدیق کے لئے دفتر بہشتی مقبرہ کی طرف سے فارم تصدیق ۲ کے عنوان کے ماتحت چھاپا شدہ فارم رکھے گئے ہیں جو غیر جانبدار احمدی اصحاب کے پاس کسی موصی کے حالات کی تصدیق کے لئے قبل از منظوری وصیت بھجوائے جاتے ہیں۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ تصدیق کنندگان صرف فارم پر دستخط کر کے واپس کر دیتے ہیں حالانکہ اس فارم میں موصی کی دینی خدمت کی خصوصیات کے لئے بھی ایک خانہ رکھا گیا ہے تاکہ تصدیق کنندگان ہر موصی کی اپنی خدمت کا جس میں کہ وہ ممتاز ہو۔ ذکر کر دیں مگر تصدیق کنندگان اس خانہ کو بالکل خالی چھوڑ دیتے ہیں ::

ہر وہ شخص جو احمدیت قبول کرتا ہے اور وصیت کر کے پھر دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عملی ثبوت پیش کرتا ہے یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس میں کئی خوبیاں رکھی ہوتی ہیں لہٰذا جمیع احباب کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ جن دوستوں کے پاس ایسے فارم کسی موصی کی تصدیق حالات کے لئے بھجوائے جائیں۔ وہ بلا وجہ خانہ مذکورہ بالا کو خالی نہ چھوڑا کریں۔ بلکہ بڑے غور اور خوض کے بعد موصی کی خصوصیات متعلق خدمات دینی اس میں ضرور درج فرمایا کریں۔ سکرٹری مجلس کارپرداز مقبرہ بہشتی

زمینداروں کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح کا مضمون

وہ مضمون جو زمیندارہ کانفرنس لائلپور میں پڑھا گیا۔ ٹریکٹ کی صورت میں شائع ہو رہا ہے۔ زمیندار طبقہ کو موجودہ مالی مشکلات سے رہائی پانے کیلئے اس میں بیش قیمت ہدایات دی گئی ہیں۔ احباب بک ڈپو قادیان سے منگا کر بکثرت اشاعت کا انتظام کریں ::

مراسلات

اسلام عالمگیر مذہب ہے

یہ وہ مضمون ہے۔ جو جماعت احمدیہ کی طرف سے اس مذہبی کانفرنس میں مولوی اللہ دتا صاحب مولوی فاضل نے پڑھا۔ جو ۷ مئی ۱۹۳۱ء زیر اہتمام جماعت احمدیہ جہلم منعقد کی گئی۔

میں اسلام کو عالمگیر مذہب مانتا ہوں۔ مگر اس لئے نہیں۔ کہ آج دنیا کے لوگ عالمگیر مذہب کے متلاشی ہیں۔ اور میں بھی دنیا کی رَو میں بہ کر اپنے مذہب کو عالمگیر کہنے لگ گیا ہوں تاکہ دوسرے مذاہب کے لوگ مسلمانوں کو اپنے اندر جذب نہ کر سکیں۔ پھر میں اسلام کو اِس لئے بھی عالمگیر نہیں مانتا۔ کہ میں خود کھینچ تان کر اس کے اصولوں کو عالمگیر اصول ثابت کرنے کا مدعی ہوں۔ تا مجھ پر "مدعی سُست اور گواہ چُست" کی مثال صادق آئے۔ بلکہ میں اپنی پوری تحقیق۔ کامل بصیرت اور یقین تام کے ماتحت آپ کو بتلا دینا چاہتا ہوں۔ کہ مَیں نے اسلام کو ہی عالمگیر مذہب ہونے کا مدعی پایا۔ اور اس کے ہی اصولوں کو عالمگیر اصول دیکھا۔ اور دنیا کے عقلمند بھی جلد یا بدیر اس کو ہی عالمگیر مذہب ماننے پر مجبور ہونگے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

عالمگیر مذہب ہونیکا دعویٰ

قرآن مجید وہ پہلی الہامی کتاب ہے۔ جس نے اہل دنیا کو قومی۔ ملکی اور نسلی قیود سے بالا ہوکر مخاطب کیا۔ اور آسمانی فیض کا دروازہ ہر اسود و احمر کے لئے کھلا بتلایا۔ حضرت محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم وہ پہلے رسول ہیں جنہوں نے تمام بنی آدم سے ان الفاظ میں خطاب کیا۔ انی رسول اللہ الیکم جمیعًا۔ میں تم سب انسانوں کی طرف رسول ہو کر آیا ہوں۔ تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہٖ لیکون للعالمین نذیرا۔ وہ خدا بابرکت ہے۔ جس نے قرآن مجید اپنے بندہ پر نازل کیا تاوہ سب قوموں اور سارے زمانوں کے لئے نذیر ہو۔ ان ھو الا ذکرٌ للعالمین۔ قرآن مجید ساری دنیا کے لئے نصیحت کی کتاب ہے۔ ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔ ہم نے تجھ کو سب جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اور پھر حدیث میں فرمایا۔ کان النبی یبعث الی قومہٖ خاصۃ و بعثت الی الناس عامۃ۔ پہلے نبی خاص اپنی اپنی قوم ہی کی طرف مبعوث ہوتے تھے۔ اور مَیں ساری دنیا کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں۔

اسلام کے عالمگیر ہونے کا دعویٰ خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کے عمل سے بھی ثابت ہے۔ حضور علیہ السلام نے خود مختلف ممالک کے بادشاہوں کو تبلیغ اسلام کی۔ اور ان کو اسلام میں داخل ہونے کی دعوت دی۔ پھر حضور کے صحابی بھی خدا کے اس جلالی پیغام کو لے کر دنیا کے کناروں تک پھیل گئے۔ وہ اپنے وطنوں۔ جائدادوں۔ اور عزیز و اقارب سے جدا ہوکر دعوت اسلام دیتے ہوئے مشرق میں اگر ایران۔ افغانستان۔ ہندوستان اور چین و جاپان تک پہنچے۔ تو مغرب میں افریقہ کے عظیم الشان براعظم کے علاوہ یورپین ممالک کو طے کرتے ہوئے ہسپانیہ تک جا پہنچے۔ اور اسلام کی منادی ساری دنیا میں کر دی۔ یہ عمل بتلاتا ہے۔ کہ ہم آج اسلام کی عالمگیری کو کسی کی دیکھا دیکھی پیش نہیں کر رہے۔ بلکہ اسلام اپنے روز اول سے ہی تبلیغی مذہب رہا ہے۔ اور اس نے عالمگیر ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور قوموں اور ملکوں کو عبور کرتا ہوا ربع مسکون پر غالب آگیا ہے۔

مذہب کے معنی

اب میں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ عالمگیر مذہب کے لئے جو اصول عقلاً ضروری ہیں۔ وہ صرف اسلام میں ہی پائے جاتے ہیں۔ اور ان اصولوں کے مطابق اسلام ہی عالمگیر مذہب ہے۔ لیکن ان کے ذکر سے قبل میں یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ مذہب کے معنی راستہ کے ہیں۔ اور اصطلاحی طور پر مذہب اس راستہ کا نام ہے جو انسان کو خدا تعالیٰ تک پہنچائے۔ اور اس کا خالق کے ساتھ ایسا مضبوط اور محکم تعلق پیدا کرا دے کہ تلوار اس کو کاٹ نہ سکے۔ موت اس میں رخنہ انداز نہ ہو سکے۔ اور دنیا کی کوئی چیز اس میں سد راہ نہ بن سکے۔ انسان اپنے کمالات میں ترقی کرتے کرتے کامل طور پر اخلاقی اور روحانی زندگی حاصل کرے۔ اور اس کی حرکت و سکون۔ زندگی اور موت سب خدا کیلئے ہو جائے۔ پھر یہ بات نہایت ظاہر ہے۔ کہ جب انسان خدا رسیدہ ہوگا۔ تو وہ یقیناً بنی نوع انسان کا بہترین خیر خواہ ہوگا۔ پس مذہب درحقیقت اس طریق کا نام ہے۔ جس پر چلکر انسان ایک طرف حقوق اللہ کو پورے طور پر ادا کرتا ہے۔ اور دوسری طرف مخلوق خدا پر کامل شفقت کرتا ہے۔ عالمگیر مذہب اور زندہ مذہب وہی ہوگا۔ جو اپنے متبعین کو ان دونوں پہلوؤں کی کمال تک پہنچائے۔ اور جو مذہب یہ قابلیت اور استعداد نہیں رکھتا وہ مذہب کہلانے کا بھی مستحق نہیں۔ چہ جائیکہ اس کو عالمگیر مذہب کہا جائے۔

عالمگیر مذہب کے لئے پہلا اصول

اب وہ اصول ذکر کرتا ہوں۔ جن کی رو سے ہم کسی مذہب کو عالمگیر قرار دے سکتے ہیں۔ سب سے پہلا اصل عالمگیر مذہب کے لئے یہ ہے۔ کہ وہ مذہب کے نازل کرنے والے یعنی خدا تعالےٰ کے متعلق ایسی اعلیٰ۔ ایسی پاکیزہ۔ ایسی خوبصورت اور ایسی دلکش تعلیم دے۔ جس سے انسان کے ذرہ ذرہ میں خالق فطرت کی محبت رچ جائے۔ اور وہ اس نشہ محبت میں مخمور ہو جائے۔ کہ اپنا مال۔ اپنی جان۔ عزت و آبرو اور ہر چیز بخوشی اس کے لئے قربان کر سکے۔ گویا عالمگیر مذہب کا فرض ہے۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کے حسن اور احسان کو کامل رنگ میں پیش کرے۔ وہ اسے قدرت کے کاموں سے عاجز نہ بنائے۔ اس کی حدود سلطنت کی حد بندی نہ کرے۔ بلکہ اس کی قدرتوں کو کامل اور اس کی طاقتوں کو بیحد ثابت کرنے والا ہو۔ پھر اس کے احسان کو بھی محض بدلہ قرار نہ دے۔ بلکہ اس کے احسان کو بے پایاں اور بے نہایت بتائے۔ مختصر یوں کہ عالمگیر مذہب انسان میں اللہ تعالیٰ سے واصل ہونے اور اسکی محبت میں کھوئے جانے کی پوری سپرٹ پیدا کرنیوالا ہو۔

میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بانگ دہل اعلان کرتا ہوں۔ کہ مذہب اسلام ہی اس اصل کے مطابق عالمگیر مذہب ہے۔ وہ ذات باری کو تمام عیوب سے منزہ اور تمام نقائص سے مقدس بتاتا ہے۔ اس کو خالق الکل اور ہر چیز کا پیدا کرنیوالا بتلاتا ہے۔ اسکی طاقتوں کو غیر محدود قرار دیتا ہے۔ اسلام یہ بتلاتا ہے۔ کہ تم کچھ نہ تھے۔ خدا نے تم کو پیدا کیا۔ اور یہ سب نعمتیں اس نے محض اپنے فضل سے بخشی ہیں۔ اِسلئے تمہیں اس سے محبت کرنی چاہیئے۔ جو ہر قدم پر تمہاری مدد کرنے والا۔ تمہاری عاجزی کو سنتا اور مشکلات کو دور کرتا ہے۔ تم سے اگر غلطی ہو جائے۔ تو وہ کینہ ور نہیں۔ بلکہ مہربان باپ اور رحمدل ماں سے بدرجہا بڑھ کر تمہارے لئے رحم کرنے والا ہے۔ وہ تمہاری سچی توبہ پر تمہارے سب گناہوں کا بخشنے والا ہے۔ اور پھر اس کی رحمت تمہارے اعمال سے بڑھ کر بھی تم کو بدلہ دینے والی ہے۔ وہ ہمیشہ بڑھ چڑھ کر احسان کرتا ہے۔ اور اس کے فضلوں کے دروازے تمہارے لئے کھلے رہتے ہیں۔

الغرض اسلام نے اس باب میں امتیازی شان کا ثبوت دیا ہے۔ اسلام کے پیش کردہ تصور کا گہرا مطالعہ کرنے والا انسان اور الٰہی صفات پر پوری نظر رکھنے والا انسان خدا کی محبت کے سمندر میں غوطہ زن ہو جاتا ہے۔ اس کی انانیت۔ خودی اور غرور کا شیشہ چُور چُور ہو جاتا ہے۔ وہ خدا کی راہ میں مرجاتا ہے۔ تب وہ خدا کی زندگی بخش آواز کو سُنتا اور اس کے شیریں کلام سے لذت اندوز ہوتا ہے۔ اس کی زندگی اطمینان کی زندگی ہو جاتی ہے۔ تب وہ انسان حقیقی نجات کو پاتا ہے۔ اور اسلام ہی کے ذریعہ یہ چیز ملتی ہے۔ ہزاروں خوش قسمت لوگ اس آبحیات کو پی چکے ہیں۔ اور ہزاروں پیئنگے۔

دوسرا اصل

جس طرح عالمگیر مذہب کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ خالق کے متعلق کامل اور محبت پرور تعلیم پیش کرے۔ ایسا ہی اس کا فرض ہے۔ کہ بنی نوع انسان کے متعلق بھی عالمگیر تعلیم پیش کرے۔ اور وہ تمام انسانوں کو مساوی درجہ دینے والا ہو۔ اسلام کو اس باب میں بھی خاص فضیلت حاصل ہے۔ کیونکہ اس اصل کے مطابق وہی ہے۔ جو عالمگیر اخوت اور عالمگیر مساوات کا علمبردار ہے۔ اسلام نے قوموں کے امتیاز نسلوں کے امتیاز۔ رنگوں کے امتیاز۔ خاندانوں اور ملکوں کے امتیاز کو مٹا کر دنیا میں عام اعلان کر دیا۔ یا ایھا الناس انا خلقناکم من ذکر و انثیٰ و جعلناکم شعوبًا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم

اے لوگو! تم سب مرد و عورت سے پیدا ہوئے۔ تم سب مساوی ہو۔ تم سب ایک ہی درخت کی شاخیں ہو۔ کوئی تم میں سے پیدائشی طور پر کسی سے افضل اور اعلیٰ نہیں۔ وہی معزز اور باوقار ہے جو زیادہ تقویٰ شعار ہے آج کے دن اسرائیلی اور غیر اسرائیلی۔ مختون اور غیر مختون۔ شودر اور برہمن کی تمیز اڑا دی گئی۔ تم سب انسان ہو۔ اور انسانیت میں برابر

اسلام کی یہ تعلیم عالمگیر مساوات پیش کرنے والی ہے اور اسلام نے عملی زندگی میں بھی اس کا ثبوت پیش کیا ہے۔ نماز ایک فریضہ خداوندی ہے۔ مسلمان مختلف کام کریں۔ دنیاوی انتظام میں کوئی اعلیٰ ہو کوئی ادنیٰ ہو۔ لیکن جب وہ مالک ارض و سما کے سامنے حاضر ہوں۔ تو سب مساوی ہوں۔ چنانچہ نماز میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ شاہ و گدا۔ امیر و غریب سب کے سب ایک صف میں اور ایک ہی حالت میں خدائے واحد کے سامنے ہاتھ باندھے نظر آتے ہیں۔ اور عملاً یہ بتاتے ہیں۔ کہ ہم انسانیت میں سب مساوی درجہ رکھتے ہیں۔ اور زبان حال سے کہہ رہے ہیں۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

حج کی وحدت بھی اسی وحدت قومی کی مظہر ہے۔ مختلف ملکوں۔ مختلف طبقات کے لوگ کفن کی مانند دو چادریں پہنے ننگے سر اور ننگے پاؤں خدائے قدوس کے جلال گاہ بیت اللہ کے گرد دیگر لگا رہے ہیں اور سب کی زبان پر لبیک اللھم لبیک لاشریک لک لبیک جاری ہے۔ باقی عبادات کا بھی یہی حال ہے۔ الغرض اسلام نے مساوات کی تعلیم دی۔ اور عملاً اس کو کر کے دکھا دیا:۔

تمدنی زندگی میں بھی اسلام نے مساوات کو قائم کیا ہے۔ مثلاً دیکھئے اسلام نے سود کو حرام قرار دیا۔ مگر یہ نہیں کہا کہ مسلمان سے مت لو اور غیر مسلم سے لے لو۔ بلکہ اس نے کہا۔ کہ سود لینا محتاج پر ظلم کرنا ہے۔ اس لئے تم کسی سے بھی سود مت لو۔ وہ سب تمہارے بھائی ہیں پھر اسلام نے کھانے پینے میں چھوت چھات قائم نہ کی۔ اور ہر مسلمان کے ساتھ اور اس کے ہاتھ کی اشیا کو کھانے کا طریق جاری فرما کر مسلمانوں میں غیر منقطع اخوت کو پیدا کر دیا۔ اور یہ کام عالمگیر مذہب کا ہی فرض تھا۔ اور اسے صرف اسلام نے ادا کیا ہے۔ بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زید کے ساتھ جو ایک آزاد شدہ غلام تھا حضرت زینبؓ ایسی قریش زادی کا رشتہ کر کے بھی بتا دیا۔ کہ اسلام مساوات پیدا کرنے آیا ہے:۔

اسی ضمن میں میں یہ ذکر کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ جب اسلام دنیا میں آیا۔ اس وقت عورت پر بہت ظلم ہوتا تھا۔ لوگ اس کی ولادت کو منحوس اور ناپاک خیال کرتے تھے۔ مذہباً بھی اس کی ولادت کو گناہ آلود اور برے کاموں کا نتیجہ سمجھا جاتا تھا۔ اس کی کوئی حیثیت نہ تھی۔ وراثت میں۔ تعلیم میں۔ حقوق زوجیت میں اس کو سراسر مظلوم بنایا جا چکا تھا۔ اور اسی خطرناک حالت کی وجہ سے بعض لوگ اپنی لڑکیوں کو زندہ در گور کر دیتے تھے۔

اسلام نے اس مظلوم اور ستم رسیدہ طبقہ کی داد رسی فرمائی۔ اسلام نے لڑکی کی ولادت کو پاکیزہ قرار دیا۔ زندہ در گور کرنے والوں کو روکا۔ اور جو لوگ اس کو منحوس کہتے تھے۔ ان کو ساءما یحکمون کا ارشاد سنایا۔ پھر تعلیم کے متعلق بانیٔ اسلام کا ارشاد ہے طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم ومسلمۃ حقوق زوجیت وغیرہ کے متعلق اسلام نے بتایا۔ ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف وللرجال علیھن درجۃ روحانی طور پر عورتوں کو مردوں کے بالمقابل مساوی قرار دیا اور فرمایا من عمل صالحًا من ذکر او انثیٰ وھو مومن فاولٰئک یدخلون الجنۃ:۔ کہ نیک کام کرنے والا مرد ہو یا عورت ہو۔ وہ سب خدا تعالیٰ کے فضل کے وارث اور اس کی جنت کے مستحق ہوں گے:۔

الغرض اسلام نے جس طرح انسانوں میں مساوات کو قائم کیا ویسے ہی اسلام نے طبقہ نسواں کی پورے طور پر داد رسی فرمائی۔ اور یہ عالمگیر مذہب کے لئے ضروری تھا۔

تیسرا اصل

عالمگیر مذہب کے لئے یہ بھی ضروری ہے۔ کہ وہ انسانوں میں انسانی مساوات کے علاوہ کامل رواداری پیدا کرنے والا ہو اور قدرت کے عالمگیر اصول کے مطابق اس کے اصول ہوں۔ دیکھئے خدا کا سورج سب پر چمکتا ہے۔ اس کی پیدا کردہ ہوا میں سب سیاہ و سپید۔ مشرقی و مغربی سانس لیتے ہیں۔ اس کے چاند سے سبھی مستفیض ہوتے ہیں۔ اسی طرح ضروری ہے کہ خدا کا روحانی سورج بھی سب قوموں پر چمکا ہو۔ اس کی روح پرور ہوا کے جھونکے بھی سب ممالک میں پیدا ہوتے ہوں اور اس کا روحانی پانی بھی تمام انسانوں پر نازل ہوا ہو گویا عالمگیر مذہب وہ ہو گا۔ جو اس نیچرل قانون کے مطابق اللہ تعالیٰ رب العالمین کے روحانی فیض کو ساری قوموں۔ ساری نسلوں اور سارے ملکوں میں جاری مانتا ہو:۔

میں اس جگہ بھی نہایت فخر سے اظہار کرتا ہوں۔ کہ میرا مذہب یعنی اسلام ہی ہے جو اس اصل کے مطابق عالمگیر مذہب ثابت ہوتا ہے وہی ہے جس نے خدا کے فیض روحانی کو ہر قوم اور ہر ملک میں تسلیم کیا ہے وہ یہ کہتا ہے۔ کہ آریہ مت بھی خدا کے فضل سے محروم نہیں بلکہ یہاں پر بھی خدا کا کلام نازل ہوا۔ یورپ اور دیگر ممالک بھی اس کے نور سے بے نور نہیں رہے۔ سب میں اس کا نور چمکا۔ اس کا کلام سب قوموں کو دیا گیا۔ اور سب قوموں میں خدا کی طرف سے ڈرانے والے آئے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولًا ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت:۔ ہر امت میں ہم نے نبی اور رسول بھیجے ہیں۔ جو ان کو خدائے واحد کی عبادت کی طرف بلاتے تھے۔ دوسری جگہ فرمایا۔ وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر:۔ کوئی قوم ایسی نہیں ہے جس میں خدا کی طرف سے ڈرانے والے نہ آئے ہوں۔ قرآن پاک کے اس مبارک اصول کے مطابق ہم ایمان لاتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ کا کلام مختلف اوقات میں اور مختلف ممالک میں اترا وہ نسل انسانی کی حالت کے لحاظ سے کبھی وید کے رنگ میں ظاہر ہوا۔ اور کبھی تورات۔ زبور اور انجیل کی صورت پر اترا۔ لیکن کامل اور مکمل شریعت اور عالمگیر شریعت قرآن پاک ہی ہے۔ باقی اپنے اپنے دائرہ اور وقت کے لئے ضروری کتابیں تھیں۔ اسی طرح ہم ہندو دھرم کے مقدسوں کو بھی۔ رام چندر۔ کرشنا اور بدھ کو بھی خدا کا راستباز انسان مانتے ہیں۔ اسرائیلی خاندان کے سب انبیاء اور باقی دنیا کے رسولوں پر بھی ایمان لاتے ہیں۔ پس اسلام ہی عالمگیر مذہب ہے جو عالمگیر اصول کے مطابق تعلیم دیتا ہے۔ اور یہی تعلیم ہے۔ جو آج بھی دنیا کی صلح کی ذریعہ بن سکتی ہے۔ اس کے بغیر کبھی اتحاد پیدا نہیں ہو سکتا اسلام کی رواداری کا ہی نتیجہ ہے۔ کہ ہم سب مذاہب کے بانیوں کو مقدس اور برگزیدہ تسلیم کرتے ہیں اور ان کی کتابوں کو اپنے وقت پر خدا کا کلام مانتے ہیں۔ لیکن ہمیں افسوس ہے۔ کہ دنیا کا ایک گروہ خدا تعالیٰ کے اس مقدس اور پیارے انسان کو جس نے سب مقدسوں کی عزت کو قائم کیا۔ گندے ناموں سے یاد کرتا ہے۔ اور اس کی توہین کرنا مذہبی شغلہ قرار دیتا ہے۔ ہاں اس سید الانبیاء نے جہاں سب مقدسوں کی عزت کو قائم کیا۔ وہاں پر بتوں وغیرہ کے متعلق بھی دلآزار کلمات کہنے سے باز رکھنے کے لئے خدا تعالیٰ کا یہ حکم سنایا لاتسبوا الذین یدعون من دون اللہ:۔ ان بتوں اور معبودان باطلہ کو بھی گالی مت دو۔ ناجائز دلآزاری کے لئے برا بھلا مت کہو:۔

عملی طور پر اس رواداری کا یہ عالم تھا۔ کہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عیسائیوں کے ایک گروہ کو ان کی مذہبی عبادت ادا کرنے کے لئے اپنی مسجد میں اجازت دی۔ اخلاقی تعلیم میں اسلام نے مسلم اور غیر مسلم کا کوئی فرق نہیں رکھا۔ فرماتا ہے۔ وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى

والیتامٰی والمساکین والجار ذی القربیٰ والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل وما ملکت ایمانکم (نساء ع ۶) الغرض یہ رواداری جو امن اور صلح کا باعث ہے صرف اسلام ہی کی تعلیم کا نتیجہ ہے۔

چوتھا اصل

چوتھا اصل عالمگیر مذہب کے لئے یہ ہے۔ کہ وہ تمدنی تعلیم ایسی پیش کرے۔ جو ممکن العمل اور فطرت کے بالکل مطابق ہو۔ وہ نہ تو انسان کو بے غیرت بنانے والی ہو۔ اور نہ ہی ایسی تعلیم ہو جو بظاہر تو خوبصورت ہو۔ مگر ناممکن العمل ہو۔ اسلام نے ایسی ہی امتیازی پاکیزہ تعلیم پیش کی ہے۔ تمدنی طور پر وہ فرماتا ہے۔ جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا فمن عفا واصلح فاجرہ علی اللہ۔ کہ بدی کرنے والے کو سزا دینے کا حق ہے۔ لیکن اگر اصلاح معاف کر دینے سے ہوتی ہو۔ تو معاف کرنا ضروری ہے۔ گویا اصل مقصد اصلاح ہے۔ خواہ وہ انتقام سے ہو۔ خواہ عفو سے۔ نہ ہر موقعہ پر معاف کر دینے کا اسلام حکم دیتا ہے۔ اور نہ ہر موقعہ پر انتقام لینے کا حکم دیتا ہے۔ بلکہ فرماتا ہے۔ معاف کرنے کے موقعہ پر معاف کرو۔ اور بدلہ لینے کے موقعہ پر بدلہ لو۔ یہ وہ میانہ تعلیم ہے جس پر تمدن اور اخلاق کی بنیاد ہے۔

بیواؤں کے متعلق اسلام ہی کی تعلیم ہے۔ کہ وانکحوا الایامیٰ منکم والصالحین من عبادکم و اماءکم یعنی بیواؤں کی شادیاں کرو۔ تاکہ وہ قوم کے لئے ذلت و رسوائی اور اپنے اخلاقی تنزل کا موجب نہ بنیں۔ آج وہ قومیں بھی جو بہت عرصہ تک اس اصول پر معترض ہوتی رہی ہیں۔ اور اس کے خلاف بہت سے ناجائز طریق اختیار کرتی رہی ہیں۔ وہ بھی اس پر عمل کرنے کے لئے مجبور ہیں۔

اسلام نے بدیوں سے بچنے کے لئے جو پاکیزہ تعلیم پیش کی ہے۔ اس کی ایک بہت بڑی خوبی یہ ہے۔ کہ وہ بدی کو اس کے سرچشمہ سمیت مٹاتی ہے۔ مثال کے طور پر کہتا ہوں۔ مثلاً زناکاری سے سب مذاہب روکتے ہیں۔ اسلام بھی روکتا ہے۔ مگر وہ اس سے بچنے کا طریقہ بھی بتاتا ہے۔ فرمایا۔ قل للمومنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذالک ازکیٰ لھم واطھر۔ مومن مرد غیر محرم عورت کو آنکھ بھر کے نہ دیکھیں۔ اور مومن عورتیں غیر محرم مردوں کو نظر بھر کر نہ دیکھیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ وہ عفت اور پاکدامنی کو اختیار کر سکیں گے۔ گویا اس طرح اسلام نے بدکاری کی جڑوں پر کلھاڑا رکھ دیا۔

یہ ایک بہت تفصیلی مضمون ہے۔ بہرحال قرآن مجید کی تعلیم نہایت پاکیزہ اور فطرت کے مطابق ہے۔ اور ساتھ ہی مکمل بھی ہے۔

پانچواں اصل

پانچواں اصل یہ ہے۔ کہ وہ عالمگیر مذہبی کتاب پیش کرے۔ اور عالمگیر مذہبی کتاب وہ ہے۔ جس میں مندرجہ ذیل پانچ باتیں پائی جائیں۔

اوّل۔ وہ محفوظ ہو۔ خدا تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا وعدہ کیا ہو۔ اور عملاً اس کو انسانی دست برد سے محفوظ رکھا ہو۔

دوم۔ وہ سب سے زیادہ پڑھی جانے والی ہو۔ اور اس مذہب کے لوگ اس کی شب و روز تلاوت کرتے ہوں۔

سوم۔ اس کی زبان زندہ اور رائج زبان ہو۔ تاکہ اگر اس کے متعلق اختلاف ہو۔ تو فوراً حل ہو سکے۔

چہارم۔ وہ آئندہ کے متعلق عظیم الشان پیشگوئیوں پر مشتمل ہو۔ تاکہ ہر زمانہ میں اس کی پیشگوئیاں پوری ہو کر اس کی صداقت اور تازگی کی گواہ ہوں۔

پنجم۔ وہ زندہ پھل دینے والی ہو۔ اس کے متبعین خدا کے کلام سے مشرف ہوتے ہوں۔ یہ پانچوں علامات جو ایک عالمگیر کتاب کے لئے ضروری ہیں۔ وہ صرف قرآن مجید میں ہی پائی جاتی ہیں۔ یہی وہ کتاب ہے۔ جس کے متعلق خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون ۰ اور پھر اس کی حفاظت کی۔ سر ولیم میور نے بھی لائف آف محمد میں لکھا ہے۔ موجودہ قرآن وہی ہے۔ جو کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو سنایا۔

یہی وہ کتاب ہے۔ جو سب کتابوں سے زیادہ پڑھی جاتی ہے۔ پروفیسر نولڈک جرمن مستشرق نے انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا میں قرآن کے زیر عنوان مضمون لکھتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ قرآن مجید سب مذہبی کتابوں اور بائیبل سے بھی زیادہ پڑھا جاتا ہے۔

پھر یہی ایک کتاب ہے۔ جس کی زبان عربی آج بھی زندہ ہے۔ بلکہ پہلے وہ زبان عرب کی سرزمین میں بولی جاتی تھی۔ بعد ازاں شام۔ مصر۔ الجزائر وغیرہ کی زبان بھی بن گئی۔ اور زندہ ہے۔ اور زندہ رہے گی۔ کیونکہ زندہ کتاب کی زبان ہے پھر قرآن مجید ہی وہ کتاب ہے۔ جس کی پیروی سے آج بھی اور پہلے بھی اور آئندہ بھی ایسے انسان پیدا ہوتے رہے ہیں۔ اور ہوتے رہینگے۔ جو اس کے زندہ اور عالمگیر کتاب ہونے کے گواہ ہیں۔ انہوں نے اس کے ذریعے خدا تعالیٰ کے مکالمہ و مخاطبہ کا شرف حاصل کیا۔ جن میں سے ایک سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں۔

پھر قرآن مجید ہی کی پیشگوئیاں آج تک پوری ہو رہی ہیں۔ یہی وہ کتاب ہے۔ جس نے کئی سو برس قبل مرج البحرین یلتقیٰن کہکر نہر سویز کی خبر دی تھی۔ پھر اسی نے ننجیک ببدنک بتا کر کہدیا تھا۔ کہ فرعون مصر کی لاش محفوظ رکھی جائیگی۔

چھٹا اصل

عالمگیر مذہب کے لئے یہ بھی ضروری ہے۔ کہ وہ عالمگیر نمونہ بھی پیش کرے۔ بادیان مذاہب بے شک خدا تعالیٰ کی طرف سے تھے۔ مگر اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ ان کا دائرہ عمل اپنی اپنی قوم اور ایک خاص زمانہ ہوتا تھا۔ لہٰذا ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں تھا۔ جو تمام طبقات انسانیہ کے لئے نمونہ ہو۔ اور ہر طبقہ کے لوگ اس کو عملی ہدایت کے لئے رہنما بنا سکیں۔ یہ فضیلت اور خصوصیت اسی ذات ستودہ صفات میں پائی جاتی ہے۔ جس کا نام خداوند تعالےٰ نے محمدؐ قرار دیا ہے۔ جہاں آپ نے یہ دعویٰ فرمایا۔ کہ میں سب دنیا کے لئے رسول ہوں۔ اور میری تعلیم سیاہ و سفید سب پر حاوی ہے۔ وہاں ہی اللہ تعالےٰ نے آپ کی زندگی میں یتیم سے لے کر بادشاہ تک کے لئے اسوہ حسنہ رکھ دیا ہے۔ آپ نے کافی عرصہ تک تجرد اختیار فرما کر بتا دیا۔ کہ مجردانہ زندگی میں انسان کو کس طرح پارسائی اختیار کرنی چاہیئے۔ پھر شادی کی۔ بلکہ متعدد شادیاں کیں۔ اور متاہل زندگی کے لئے بہترین نمونہ قائم فرمایا۔

الغرض کوئی معتد بہ طبقہ انسانی ایسا نہیں ہے۔ جس کے لئے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں نمونہ نہ ہو۔ اسی لئے خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ ولقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کا امتیازی طور پر عالمگیر نمونہ ہونا بھی اس امر کی بیّن دلیل ہے۔ کہ میرا مذہب یعنی اسلام ہی ایک عالمگیر مذہب ہے۔ مبارک ہیں وے جو اس پاک مذہب کو اختیار کریں۔ اور خدا تعالےٰ کے پیارے بن جائیں ؞

مسلمانان سیالکوٹ کا جلسہ

۲۴ جولائی مسلمانان سیالکوٹ کا ایک عظیم الشان جلوس جو ۲۰/۲۱ ہزار نفوس پر مشتمل تھا اسلامیہ ہائی سکول سیالکوٹ سے حکومت کشمیر کے ظالمانہ رویہ کے خلاف مظاہرہ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ مختلف بازاروں میں سے چکر کاٹتا ہوا سبزی منڈی پر ختم ہوا۔ جہاں آغا غلام حیدر صاحب میونسپل کمشنر کی صدارت میں عظیم الشان جلسہ زیر اہتمام کشمیر کمیٹی سیالکوٹ منعقد ہوا۔

جلسہ کا افتتاح ماسٹر کرم الٰہی صاحب ایڈووکیٹ نے کیا۔ اور مظالم کشمیر کی داستان نہایت ہی موثر پیرایہ میں بیان کی۔ اس کے بعد میر عبد السلام صاحب امیر جماعت احمدیہ نے تقریر کی۔ اور حالات کشمیر پر تبصرہ کرتے ہوئے انہوں نے مسلمانوں کو اتحاد کی تلقین کی۔ اور بتایا۔ کہ اتحاد ہی ایک ایسی چیز ہے۔ جس کے ہوتے ہوئے وہ قوی سے قوی دشمن پر فتح پا سکتے ہیں۔ بعد میں انہوں نے ذیل کا ریزولیوشن پیش کیا۔ جس کی تائید سید عنایت علی شاہ صاحب نے کی۔ اور باتفاق آراء منظور ہوا۔

(۱) مسلمانان سیالکوٹ کا یہ پبلک جلسہ والئے ریاست جموں و کشمیر کی بیدردانہ رویہ پر جو اس نے سرینگر میں نہتے اور بے گناہ مسلمانوں پر گولی چلانے میں برتا ہے۔ صدائے احتجاج بلند کرتا ہے۔ اور حکومت برطانیہ سے پُر زور مطالبہ کرتا ہے۔ کہ وہ معاملات ریاست میں دخل دے۔ اور ایک غیر جانبدار تحقیقاتی کمیشن مقرر کرے۔ اور اگر والئے ریاست کا قصور ہو تو اس کو تخت سے اتار کر مسلمانان ہند کے زخمی دلوں پر مرہم لگائے ؞

اس کے بعد حکیم عبد الغنی صاحب نے پُر جوش نظم پڑھی۔ بعد میں ملک ضیاء اللہ خان صاحب لیڈر نے جلوس کے ضبط و نظم کی تعریف کی۔ اور مسلمانان سیالکوٹ کو دعوت عمل دی۔ کہ وہ مظلومین کشمیر کی مالی امداد میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں۔ اس کے بعد انہوں نے یہ ریزولیوشن پیش کیا۔ جو باتفاق رائے پاس ہوا۔ مسلمانان سیالکوٹ کا یہ جلسہ مقتولین کشمیر کے حق میں دعائے

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

—— معلوم ہوا ہے ڈاکٹر انصاری کو بھی گاندھی جی اپنے طور پر لندن لے جا رہے ہیں۔ وہ ۲۵ اگست کو سوار ہو جائیں گے۔

—— بنگال کونسل کے ایک کانگرسی رکن نے کرنل سمپسن کے قاتل دنیش گپتا کو پھانسی دینے کی مذمت کرنے کے کونسل میں تحریک التوا پیش کی۔ مگر اس پر بحث کی اجازت صدر نے نہ دی۔ لیکن اس سے پتہ لگ گیا۔ کہ کانگرس کے عدم تشدد کے دعووں کی کیا حقیقت ہے۔

—— ایک مشہور ہندو رہنما مسٹر گوپال سوامی مدلیار مدراس نے ہندوؤں سے درخواست کی ہے کہ انتخاب جداگانہ کے متعلق مسلمانوں کے مطالبات تسلیم کریں۔

—— ضلع پور سشن کورٹ میں ایک ملزم نے سشن جج پر جب کہ وہ اس کے مقدمہ کا فیصلہ سنا رہا تھا۔ خنجر سے قاتلانہ حملہ کیا۔ کلرک مدد کو بڑھا۔ مگر اس کے بھی چھرا گھونپ دیا۔ جس سے وہ ہلاک ہو گیا۔ ایک اور کنسٹیبل بھی بری طرح مجروح ہو گیا ہے۔

—— ۱۲ جولائی کو کان پور میں نوجوان بھارت سبھا کے ایک رکن پر بازار میں ایک ہندو نے ریوالور سے فائر کئے۔ اور خود بھاگ گیا۔ اس واقعہ کو سیاسی نوعیت دی جا رہی ہے۔

—— ۱۲ جولائی سے پیرس میں فرانس کے چار مشہور مدبروں پر جن میں سابق وزیر مالیات اور سفیر متعینہ روم بھی شامل ہیں۔ غبن کے مقدمہ کی سماعت ۲۸۰ ارکان پر مشتمل جیوری میں شروع ہوئی۔

—— ۲۲ جولائی کی شب لاہور میں امتحان ایف۔ اے کے ایک مرکز کے سپرنٹنڈنٹ کے ہاں سے دوبارہ پرچے چرانے کی کوشش کی گئی۔ دو ٹرنکوں کے تالے توڑ دئے گئے۔ اور تیسرے کا جس میں پرچے بند تھے۔ توڑ رہے تھے۔ کہ باہر سے آہٹ پاکر بھاگ گئے۔

—— ضلع پشاور کے ایک موضع میں ایک عورت بیوہ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لا رہی تھی۔ کہ ایک مقامی دارفتہ مزاج رئیس نے اس کی عصمت دری کرنی چاہی۔ اس پر اس نے ایک پتھر اٹھا کر اس زور سے اس کے سر پر مارا۔ کہ وہ چکرا کر گر پڑا۔ چند اور پتھر مار کر عورت نے اسے ہلاک کر دیا۔ اب اس پر مقدمہ چل رہا ہے۔ چاہئیے تو یہ کہ اسے سزا دینے کی بجائے انعام دیا جائے۔

—— ۳ جولائی کی شب سر شادی لال چیف جسٹس پنجاب ہائی کورٹ کچھ عرصہ کے لئے انگلستان روانہ ہو گئے۔ یہ سفر تفریحی بتایا جاتا ہے۔

—— بمبئی میں پکٹنگ کرنے والوں کی گرفتاریاں برابر ہو رہی ہیں۔ اور ان کی ضمانت بھی منظور نہیں کی جاتی۔ ۲ ماہ کے لئے ۱۴۴ نافذ کر دی گئی ہے۔ وہاں کی کانگرس کمیٹی نے گاندھی جی کو اس کے متعلق تار روانہ کیا ہے۔

—— کالی کٹ کے قریب پٹم بی کے مقام پر بیس موپلوں نے جو کانگرس کے کاز کے لئے قید ہوئے تھے۔ رہائی کے بعد ہلہ بول دیا۔ سائن بورڈ اتار ڈالا۔ اور قومی جھنڈا نذر آتش کر دیا۔ اس کی وجہ کانگرس کی وہی بدسلوکی ہو گی۔ جو مطلب نکل جانے کے بعد بے یار و مددگار رضاکاروں سے روا رکھی جاتی ہے۔

—— گورنر بمبئی پر حملہ کے الزام میں جو ہندو گرفتار ہوا ہے۔ اس نے اپنے بیان میں کہا۔ کہ شولاپور میں مارشل لاء کے خلاف پروٹسٹ کرنے کے لئے میں نے یہ کارروائی کی۔

—— گورنر پنجاب پر حملہ کی سازش کے الزام میں لالہ خوشحال چند خورسند ایڈیٹر ملاپ کے فرزند اور دو دیگر نوجوانوں پر عرصہ سے مقدمہ چل رہا تھا۔ اب انہیں سشن سپرد کر دیا گیا ہے۔

—— ۲۳ جولائی کو پنجاب سے دو فوجی افسر پنجاب میل میں پونا جا رہے تھے۔ اور فرسٹ کلاس میں سوئے پڑے تھے کہ بھوساول کے قریب کتے کے بھونکنے پر انہوں نے دیکھا تو دو آدمی کمرہ میں گھسے ہیں۔ جنہوں نے ان پر فوراً چھرے سے حملہ کر دیا۔ اور ان کے کتے کو بھی ہلاک کر دیا۔ خطرہ کی زنجیر کھینچی گئی۔ مگر حملہ آور چلتی گاڑی سے کود کر جنگل میں بھاگ گئے۔ ہسپتال پہنچ کر ایک افسر انتقال کر گیا۔ مگر دوسرے کی حالت روبہ اصلاح ہے۔

—— فسادات کشمیر کے متعلق مہاراجہ صاحب نے جو تحقیقاتی کمیٹی مقرر کی تھی کشمیر کے مسلمانوں نے اس کا اس بنا پر مقاطعہ کر دیا ہے۔ کہ اس میں مسلمانوں کی نمائندگی ناکافی ہے۔ ایک مسلمان نامزد رکن نے بھی استعفا دے دیا ہے۔ بعض دوسرے مقامات سے بھی باہمی تصادم کی خبریں آ رہی ہیں۔

—— ملتان میں مسلم رضاکاروں نے مسلم عورتوں کو بازار میں آنے سے باز رکھنے کے لئے پکٹنگ شروع کر رکھا تھا۔ ڈپٹی کمشنر نے انہیں ایسا کرنے سے روک دیا۔ چنانچہ پکٹنگ اٹھا لیا گیا ہے۔ معلوم نہیں کانگرسی پکٹنگ کو جائز قرار دینے والی گورنمنٹ کو اس میں کیا قباحت نظر آئی۔

—— چارسدہ کے قریب رات کے وقت پولیس گشت کر رہی تھی۔ کہ سڑک پر چند مسافر گذر رہے تھے۔ پولیس نے انہیں مشتبہ سمجھ کر فائر کئے۔ جس سے دو آدمی وہیں جاں بحق ہو گئے۔ ایسے معاملات میں احتیاط چاہئیے۔

—— پچھلے دنوں شالامار باغ میں مقدمہ سازش کا ایک مفرور سکھدیو گرفتار ہوا تھا۔ اس نے ٹریبونل سے درخواست کی تھی۔ کہ گواہان استغاثہ پر جرح کرنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ مجھے دوسرے ملزموں سے ملاقات کی اجازت دی جائے۔ ٹریبونل نے سپرنٹنڈنٹ جیل کو لکھا۔ کہ اجازت دے دی جائے۔ مگر اس نے جواب دیا۔ کہ انسپکٹر جنرل جیل خانجات نے اس ملاقات کی اجازت دینے سے انکار کر دیا ہے۔

—— ڈسکہ ضلع سیالکوٹ کی ایک دھرم سالہ کے متعلق ہندوؤں اور اکالیوں میں عرصہ سے جھگڑا چل رہا تھا۔ اور مقدمہ عدالت میں پہنچا یا گیا۔ جس نے ہندوؤں کے حق ملکیت کو تسلیم کر کے اکالیوں کا دعویٰ خارج کر دیا ہے۔

—— سری نگر کی تازہ ترین اطلاع مظہر ہے کہ مہاراجہ صاحب نے مسٹر ویکفیلڈ کو برطرف کر کے ان کی جگہ سر ہری کول کو وزیر اعظم مقرر کر دیا ہے۔ کیونکہ ہندو ان کے خلاف بہت شورش کر رہے تھے۔ مسلمانوں کو تو پہلے ہی حکومت کے اداروں میں کوئی دخل نہیں۔ ایک انگریز تھا۔ جس سے غیر جانبدارانہ رنگ میں انصاف کی توقع ہو سکتی تھی۔ مگر اسے بھی علیحدہ کر کے کاملاً ڈوگرا راج قائم کر لیا گیا۔

—— الہ آباد۔ ۵ جولائی۔ پنڈت جواہر لال نے ایک بیان میں کہا ہے کہ ابھی کانگرس نے گول میز کانفرنس میں شامل ہونے کا قطعی فیصلہ نہیں کیا۔

—— معلوم ہوا ہے گاندھی جی نے وائسرائے کو جو آخری چٹھی لکھی ہے اس میں انہیں اطلاع دی ہے کہ چونکہ معاہدہ دہلی پر گورنمنٹ پوری طرح عمل نہیں کر رہی اس لئے میں نے گول میز کانفرنس میں شمولیت کیلئے آپکی دعوت ابھی تک منظور نہیں کی۔

—— ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے زیر دفعہ ۱۴۴ اعلان کیا ہے کہ چونکہ فرقہ وارانہ کشیدگی ابھی موجود ہے۔ اس لئے مزید دو ماہ کے لئے اجازت حاصل کئے بغیر نہ کوئی جلوس نکالے اور نہ کوئی جلسہ کرے۔

—— راولپنڈی کے ایک مسلمان کلرک کی تبدیلی کوہاٹ ہوئی اور وہ اپنا تمام سامان مکان میں بند کر کے چلا گیا۔ اب تین سال بعد جب اس کی تبدیلی پھر راولپنڈی ہوئی تو اپنے چاروں بچوں کو لے کر واپس راولپنڈی آیا۔ اور چونکہ گاڑی رات کو دیر سے آئی انہوں نے تین سال کے مقفل مکان کو کھولا اور ایک نواڑی پلنگ اور چند چارپائیاں باہر نکال کر بچھا دیں۔ بچوں کو پلنگ پر ہی سلا دیا۔ صبح کو بچوں کی ماں ان کو جگانے کے لئے گئی۔ تو کیا

عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا۔